خواتین کی عظمت اور حقوق

قرآن وحدیث کی روشنی میں

حافظ انجینیر نوید احمد رحمۃ اللہ علیہ

شعبہ مطبوعات
انجمن خدام القرآن سندھ کراچی رجسٹرڈ

نام کتاب	:	خواتین کی عظمت اور حقوق
مؤلف	:	حافظ انجینیر نوید احمد ﷾
ناشر	:	مدیر شعبۂ مطبوعات، انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی رجسٹرڈ مرکزی دفتر، انجمن خدام القرآن سندھ کراچی B-375 پہلی منزل علامہ شبیر احمد عثمانی" روڈ بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی، پاکستان
فون	:	+92-21-34993436-7
ای میل	:	Publications@QuranAcademy.com
ویب سائٹ	:	www.QuranAcademy.com
طبع اول تا چہارم	:	2750
طبع پنجم	:	جمادی الثانی 1441ھ فروری 2020ء
تعداد	:	1100
قیمت	:	100

ملک بھر میں قرآن اکیڈمیز و مراکز

Karachi:
Quran Academy Defence 021-35340022-4
Quran Academy Yaseenabad 021-36337361 - 36806561
Quran Academy Korangi 021-35074664
Quran Institute Gulistan-e-Johar 021-34030119

Hyderabad:
Quran Academy Qasimabad 022-2106187
Quran Institute Latifabad 022-3860489

Sukkur:
Quran Markaz Sukkur 071-5807281

Quetta:
Quran Academy Quetta 081-2842969

Jhang:
Quran Academy Jhang 047-7630861 - 7630863

Faisalabad:
Quran Academy Faisalabad 041-2437618

Lahore:
Quran Academy Lahore 042-35869501-3

Multan:
Quran Academy Multan 061-6510451 - 6520451

Islamabad:
Quran Academy Islamabad 051-2605725

Gujranwala:
Quran Markaz Gujranwala 055-3891695 - 0334-4600937

Peshawar:
Quran Markaz Peshawar 091-2584824 - 2019541

Malakand:
Quran Markaz Temargara 0945-601337

Azad Kashmir:
Quran Markaz Muzaffarabad 0982-2447221

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

قارئین کرام! اس وقت آپ کے ہاتھوں میں بانی ٔ انجمن خدام القرآن حضرت ڈاکٹر اسرار احمد نور اللہ مرقدہ کے ایک قابل فخر شاگرد رشید، استاذ الاساتذہ، ربع صدی سے زائد دورۂ ترجمۂ قرآن کی خدمت انجام دینے والے، درجن سے زائد موضوعات ِقرآنی پر تصنیفات کے مصنف اور سینکڑوں افراد کے مربی، حافظ انجینیر نوید احمد ﷾ کی تالیف ہے جو بیش تر موضوعات پر کثیر قرآنی حوالوں سے مزین تحریر کا خاصہ رکھتے ہیں۔

پیش نظر کتاب ''خواتین کی عظمت اور حقوق'' من جملہ دیگر کتب کے آپ کی خدمات ِقرآنی کی ایک اہم کڑی ہے، جسے انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کا شعبۂ مطبوعات شائع کرنے کا اعزاز حاصل کر رہا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین اس کتاب کو اپنے علمی اور جمالیاتی ذوق کے مطابق پائیں گے۔ ان شاء اللہ

آخر میں اہل نظر، ارباب ذوق سے استدعا ہے کہ وہ کوئی تسامح دیکھیں تو ادارے کو مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کر دی جائے۔

شعبۂ مطبوعات

۲۱/۴/۱۴۳۶ھ

۱۱/۲/۲۰۱۵ء

خواتین کی عظمت اور حقوق

قرآنِ حکیم کی روشنی میں

یکم دسمبر 2006ء کو پاکستان میں تحفظِ حقوقِ نسواں کے نام سے ایک بل کا نفاذ ہوا۔ اِس بل کے مندرجات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اِس بل میں خواتین کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم کا مداوا ہے اور نہ ہی اُن کے حقوق کا تحفظ۔ مناسب محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے علم میں یہ بات آئے کہ از روئے قرآنِ حکیم خواتین کی اصل عظمت اور حقوق کیا ہیں؟ پھر یہ کوشش کی جائے کہ خواتین کو اُن کے حقوق دیے جائیں اور اِن حقوق کا تحفظ بھی کیا جائے۔ خواتین کی عظمت اور اُن کے حقوق کے حوالے سے قرآن حکیم سے رہنمائی کے حصول سے قبل ضروری ہے کہ ہم جانیں کہ خواتین کے ساتھ نزولِ قرآن سے قبل اور اِس کے بعد ظلم کی کیا کیا صورتیں رہی ہیں۔

خواتین کے ساتھ ظلم وزیادتی

☆ نزولِ قرآن سے قبل دورِ جاہلیت میں خواتین کی حق تلفی کی حسب ذیل صورتیں تھیں :

✳ عورت کو بنی نوع انسان میں گناہوں کی ابتدا کرنے والی اور فتنہ وفساد کی جڑ سمجھا جاتا تھا۔

✳ عورت کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا اور اُسے زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔

✳ عورت کو مرد کی خدمت گار، کنیز اور اُس کی خواہشات کی تسکین کیلئے کھلونا سمجھا جاتا تھا۔

✳ عورت کو وراثت اور دیگر تمام حقوق سے محروم رکھا جاتا تھا۔

☆ مغربی تہذیب کے زیرِ اثر حقوقِ نسواں کے پُرفریب نعرے کے ذریعہ خواتین پر کئی زیادتیاں :

✳ مصنوعی مساوات کی آڑ میں عورت پر پیدائش و پرورشِ اولاد کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ خاندان کی کفالت کی اضافی ذمہ داری اور بوجھ بھی ڈال دیا گیا ہے۔

✳ عورت کو اپنے تجارتی مفادات کے لیے اشتہاری کھلونا بنا دیا گیا ہے۔

✳ آرٹ، ماڈلنگ اور تفریح کے نام پر عورت کے وقار کو مجروح کیا جارہا ہے اور اُس کی آبرو کی برسرِعام توہین کی جارہی ہے۔

✳ نکاح کی بندش کے بغیر جنسی تعلق کے ذریعہ عورت کی عصمت کو پامال کیا جارہا ہے۔

✳ عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کو فروغ دے کر بیوی کو شوہر کی توجہ سے محروم کیا جارہا ہے۔

✳ عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کی وجہ سے عورتوں کو جاذبِ نظر بننے کے لیے زیب وآرائش پر کثیر اخراجات کرنے پڑتے ہیں۔

☆ ہمارے معاشرے میں خواتین کے ساتھ ظلم وزیادتی کا بازار اِس طرح گرم ہے:

✳ خواتین کو وراثت سے عام طور پر محروم رکھا جاتا ہے۔

✳ خواتین کی قرآن سے شادی کردی جاتی ہے تاکہ اُن ملکیت میں موجود مال واسباب اور بالخصوص زرعی جائیداد کو اپنے خاندان کی تحویل میں رکھا جاسکے۔

٭ وٹہ سٹہ یعنی متبادل رشتوں کے طور پر نکاح سے خواتین کو مہر سے محروم کر دیا جاتا ہے۔
٭ ونی کی رسم جس میں قصاص کے بدل کے طور پر قاتل کے خاندان کی چھوٹی بچیوں کا نکاح مقتول کے خاندان کے مردوں سے کر دیا جاتا ہے اور بعض اوقات اِن رشتوں میں شوہر اور بیوی کے درمیان عمروں میں بے انتہا تفاوت ہوتا ہے۔
٭ جرگوں کے ظالمانہ فیصلوں کے تحت عورتوں کو اجتماعی آبروریزی کی سزا دی جاتی ہے۔
٭ عورتوں کی خرید و فروخت کی جاتی ہے اور اُنہیں میراث بنا لیا جاتا ہے۔
٭ مہر عورت کی بجائے اُس کے والد یا ولی لے لیتے ہیں۔
٭ عاقلہ بالغہ خاتون کی شادی اُس کی رضامندی کے بغیر کی جاتی ہے۔
٭ بیک وقت تین طلاق دے کر خاندان برباد کر دیا جاتا ہے۔

خواتین کے ساتھ ظلم و زیادتی کی وجہ

خواتین کے ساتھ ظلم و زیادتی اللہ کی ہدایت سے پہلوتہی کا نتیجہ ہے۔ ہر انسان کی حقوق کی پاسداری صرف اور صرف اللہ کی عطا کردہ ہدایت پر عمل کرنے میں ہے۔ انسان کسی حیثیت میں ہو، اُس کا سب سے بڑا خیر خواہ اللہ ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ مَوْلٰكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ (الحج :78)

"وہی تمہارا ساتھی ہے پس کیا خوب ساتھی اور کیا خوب مددگار ہے"۔

اللہ تعالیٰ تمام ہی انسانوں پر فضل کرنے والا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ﴾ (یونس :60)

"بے شک اللہ لوگوں پر مہربان ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے"۔

مختلف ذمہ داریاں ادا کرنے والے افراد کے درمیان حقوق و فرائض کا معاملہ ایسا ہے کہ اِن میں باہمی اختلاف ہو ہی جاتا ہے۔ اب جن معاملات میں اختلاف ہو، اُس اختلاف کا فیصلہ کرنے والا بھی اللہ ہے:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗ اِلَى اللّٰهِ﴾ (الشوریٰ :10)

''اور تم جس بات میں اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہوگا''۔
ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سے بہتر فیصلہ کسی کا نہیں ہوسکتا :

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴾ (المائدۃ :50)

''اور کون بہتر ہے اللہ سے فیصلہ کے اعتبار سے اُن کے لیے جو یقین رکھتے ہیں؟''
آیئے دیکھتے ہیں کہ اللہ نے اپنی کتاب میں خواتین کو کیا عظمت دی اور اُن کے کیا حقوق بیان فرمائے؟

تخلیق کے اعتبار سے مردوں اور خواتین میں مساوات کا بیان

قرآنِ حکیم تخلیق کے اعتبار سے مردوں اور خواتین کو بالکل مساوی مقام دیتا ہے کیوں کہ دونوں اللہ کی مخلوق اور ایک ہی انسانی جوڑے کی اولاد ہیں :

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ﴾ (النساء :1)

''اے لوگو! اپنے اُس رب کی نافرمانی سے بچو جس نے تم سب کو پیدا کیا ایک جان (حضرت آدم علیہ السلام) سے اور اُس ہی کی نوع سے اُس کا جوڑا (اماں حوا سلام علیہا کو) بنایا پھر اُن دونوں سے پھیلا دیے (پیدا کر کے) کثرت سے مرد اور خواتین''۔

قرآنِ حکیم اِس تصور کی نفی کرتا ہے کہ اپنی نوع کے اعتبار سے مرد افضل ہے اور عورت کم تر۔ اِس کے برعکس قرآنِ حکیم میں بار بار یہ حقیقت واضح کی گئی کہ مرد اور خواتین ایک ہی نوع سے تخلیق کیے گئے ہیں :

﴿ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ﴾

''وہی (اللہ) تو ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی کی نوع سے اُس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ اُس سے راحت حاصل کرے''۔ (الاعراف :189)

﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا ﴾ (النحل :72)

''اور اللہ نے تمہاری نوع سے تمہارے لیے جوڑے پیدا کیے''۔

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الروم: 21)

''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی نوع سے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم اُن کی طرف (مائل ہوکر) سکون حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔ بے شک اِس میں نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو غور کرتے ہیں''۔

عظمت کے بیان میں مردوں کے مساوی اہمیت

قرآنِ حکیم میں عظمت کے اعتبار سے مردوں میں جو مقام سیدنا ابراہیمؑ کو دیا گیا وہی مقام خواتین میں حضرت مریم سلامٌ علیہا کو دیا گیا۔ اِس کے شواہد حسبِ ذیل ہیں:

i) قرآنِ حکیم میں دونوں کے نام سے سورتیں موسوم کی گئیں۔ سورۃ نمبر 14 کا نام ہے ''ابراہیم'' اور سورۃ نمبر 19 کا نام ہے ''مریم''۔

ii) حضرت ابراہیمؑ اور حضرت مریم سلامٌ علیہا، دونوں کو اللہ کے چنے ہوئے سعادت مندوں میں شمار کیا گیا۔

﴿وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ (البقرۃ: 130)

''اور کون ہے جو حضرت ابراہیمؑ کے راستے سے ہٹ جائے؟ سوائے اُس کے جس نے اپنے آپ کو حماقت میں ڈال لیا۔ ہم نے اُن کو دنیا میں چن لیا تھا اور آخرت میں بھی وہ صالحین میں شامل ہوں گے''۔

﴿وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آلِ عمران: 42)

''اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تمہیں چن لیا اور پاکیزہ کر دیا اور تمام جہان کی عورتوں پر فضیلت دی''۔

iii) حضرت ابراہیمؑ کی طرح حضرت مریم سلامٌ علیہا کو بھی اللہ کا فرماں بردار ہونے کی سند عطا کی گئی۔

﴿إِنَّ إِبْرٰهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيفًا﴾ (النحل :120)

''بے شک ابراہیمؑ (اللہ کی اطاعت کے لیے بالکل) یکسو ہوکر اپنی ذات میں اللہ کی فرماں بردار امت تھے''۔

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ﴾ (التحریم :12)

''اور (اللہ نے مومنوں کے لیے مثال بیان فرمائی) عمران کی بیٹی مریم کی جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو ہم نے اُس میں اپنی روح میں سے پھونک دیا اور اُنہوں نے اپنے رب کے کلام اور اُس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں سے تھیں''۔

iv) حضرت ابراہیمؑ کی طرح حضرت مریم سلامؑ علیہا کو بھی مرتبۂ صدیقیت عطا کیا گیا۔ یہ مرتبہ اللہ کے انعام یافتہ بندوں میں سے کچھ کو حاصل ہوتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ (النساء :69)

''اور جو کوئی اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرے تو ایسے ہی لوگ (آخرت میں) اُن (مقبول بندوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں''۔

اللہ کے انعام یافتہ بندے چار ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ گناہوں سے توبہ کر کے اللہ کی بندگی اختیار کرنے والا بندہ صالح کہلاتا ہے۔ صالحین میں سے صدیقین کا مقام و مرتبہ وہ لوگ پاتے ہیں جن کا مزاج غور و فکر کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ زندگی اور کائنات کے حقائق پر غور کر کے معرفتِ حق کے حصول کی منزلیں طے کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اِسی مرتبہ کے حامل تھے اور پھر اللہ نے اُنہیں نبوت سے بھی سرفراز فرمایا :

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِبْرٰهِيمَ ۚ إِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا﴾ (مریم :41)

''اور کتاب میں ابراہیمؑ کا ذکر کیجیے۔ بے شک وہ صدیق نبی تھے''۔

یہی مقام و مرتبہ اللہ نے حضرت مریم سلامؑ علیہا کو بھی عطا فرمایا :

﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ﴾ (المائدۃ :75)

''مسیح ابن مریم تو صرف (اللہ کے) رسول تھے۔اُن سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اور اُن کی والدہ (مریم) صدیقہ تھیں''۔

قرآنِ حکیم میں انبیاء کی عظمت بیان کرتے ہوئے اُن کی ازواج کی بھی عظمت کا ذکر کیا گیا:

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ﴾ (الاحزاب :6)

''نبی ﷺ مومنوں کے لیے اپنی جانوں سے بڑھ کر عزیز ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج اُن کی مائیں ہیں''۔

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب :53)

''اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو دکھ دو اور نہ یہ کہ اُن کی ازواج سے کبھی بھی اُن کے بعد نکاح کرو۔بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی (گناہ کی) بات ہے''۔

سورۂ احزاب آیت 33 میں نبی اکرم ﷺ اور ازواجِ مطہرات ؓ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

''بے شک اللہ چاہتا ہے اے اہلِ بیت! کہ تم سے ہر طرح کی نجاست (ظاہری و معنوی) دُور کردے اور تمہیں بالکل پاک وصاف کردے''۔

جب فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دی تو اُن کی زوجہ نے تعجب کیا کہ میرے شوہر بوڑھے اور میں بانجھ ہوں تو میرے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ اِس پر فرشتوں نے اُنہیں بھی اللہ کی رحمت و برکت کی نوید اس طرح دی:

﴿ اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ﴾ (ہود :73)

''کیا آپ اللہ کی قدرت سے تعجب کرتی ہیں؟ اے اہلِ بیت! آپ پر اللہ کی رحمت اور

اُس کی برکتیں ہیں۔ بے شک وہ (اللہ) تعریف کیا ہوا بزرگی والا ہے"۔

خواتین کے علیحدہ تشخص کا ذکر

قرآنِ حکیم واضح کرتا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں خواتین اپنے شوہروں کے تابع نہیں بلکہ علیحدہ تشخص کی حامل ہوں گی۔ ممکن ہے کہ شوہر جنت میں جائے لیکن اُس کی بیوی جہنم میں۔ اِس کی مثال سورہ تحریم آیت 10 میں اِس طرح دی گئی :

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صٰلِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾

"اللہ نے کافروں کے لیے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی مثال بیان فرمائی۔ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں اور دونوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں اُن عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آئے اور اُن کو حکم دیا گیا کہ داخل ہو جاؤ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ"۔

اِسی طرح اِس کا بھی امکان ہے کہ شوہر جہنم میں ہو لیکن اُس کی بیوی جنت میں ہو۔ اِس کے لیے سورہ تحریم آیت 11 میں فرعون اور اُس کی بیوی حضرت آسیہ سلام علیہا کی مثال دی گئی:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾

"اور اللہ نے مومنوں کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی جبکہ اُس نے التجا کی اے میرے رب میرے لیے جنت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے نجات عطا فرما فرعون اور اُس کے (سیاہ) اعمال سے اور مجھے نجات عطا فرما ظالم قوم سے"۔

نیکیوں کے اعتبار سے مردوں اور خواتین کی یکساں اہمیت

اللہ نے مردوں اور خواتین کے یکساں مطلوبہ اوصاف اِس طرح بیان فرمائے :

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ

وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴾ (الاحزاب:35)

”بے شک فرماں بردار مرد اور فرماں بردار خواتین، ایمان رکھنے والے مرد اور ایمان رکھنے والی خواتین، تابعدار مرد اور تابعدار خواتین، سچے مرد اور سچی خواتین، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی خواتین، عاجزی اختیار کرنے والے مرد اور عاجزی اختیار کرنے والی خواتین، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی خواتین، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی خواتین، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والی خواتین، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والی خواتین، اللہ نے اُن کے لیے مغفرت اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے“۔

خدمتِ دین کے مشن میں مرد اور خواتین کو ایک دوسرے کا پشت پناہ قرار دیا گیا :

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَیَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴾ (التوبہ:71)

”اور مومن مرد اور مومن خواتین ایک دوسرے کے ساتھی ہیں اچھے کام کرنے کو کہتے اور بُری باتوں سے منع کرتے اور نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ رحم کرے گا۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے“۔

اللہ کے رسول ﷺ مردوں کی طرح خواتین سے بھی بیعت لے کر انہیں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں شرکت کا احساس دلاتے تھے :

﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (الممتحنة:12)

''اے نبیؐ! جب آپؐ کے پاس مومن خواتین اِس بات پر بیعت کرنے آئیں کہ اللہ کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی، نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، نہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کوئی بہتان اُٹھائیں گی (یعنی نہ کسی پر تہمت لگائیں گی) اور نہ نیک کاموں میں آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی تو اُن سے بیعت لے لیجیے اور اُن کے لیے اللہ سے بخشش مانگیے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

آخرت میں اجر و ثواب کے اعتبار سے یکساں اہمیت

خاندان کے ادارے کو ایک نظم کے تحت چلانے کے لیے اللہ نے شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فوقیت دی ہے لیکن یہ فوقیت صرف دنیا کی حد تک ہے۔ روزِ قیامت اجر کے حصول کے لیے دونوں کے پاس عمل کرنے کا کھلا میدان ہے۔ جو زیادہ نیکیاں کرے گا وہ آگے نکل جائے گا۔ ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں :

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ۖ وَاسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ۖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴾ (النساء:32)

''مردوں کو اُن کاموں کا ثواب ہے، جو اُنہوں نے کیے اور خواتین کو اُن کاموں کا ثواب ہے جو اُنہوں نے کیے اور اللہ سے اُس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے''۔

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴾ (النساء:124)

''اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحبِ ایمان بھی ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن کی تِل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی''۔

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾ (النحل:97)

''جس کسی نے اچھا عمل کیا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحبِ ایمان بھی ہو، ہم اُسے لازماً دیں گے بہت ہی پاکیزہ زندگی (دنیا میں) اور ہم ضرور دیں گے (آخرت میں) اُن کا اجر، اُن کے بہترین اعمال کی مناسبت سے''۔

﴿ اَنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ ۢ بَعْضٍ ۚ ﴾

''میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ تم ایک ہی نوع سے ہو''۔ (آلِ عمران :195)

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (التوبہ :72)

''اللہ نے مومن مردوں اور مومن خواتین سے اُن باغات کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ (وہ) اُن میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور رہنے والے باغات میں پاکیزہ گھروں کا (وعدہ کیا ہے) اور اللہ کی رضامندی تو سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بڑی کامیابی ہے''۔

﴿ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾

''(اے نبیؐ) اُس روز آپؐ دیکھیں گے اہلِ ایمان مردوں اور خواتین کو دوڑتا ہوگا اُن کا نور اُن کے سامنے اور داہنی طرف۔ (کہا جائے گا) بشارت ہو تمہیں اُن باغات کی، بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں۔ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اُن (باغات) میں۔ وہی ہے شاندار کامیابی''۔ (الحدید :12)

بعض خواتین کے لیے خصوصی اعزاز

حضرت موسیٰؑ کی والدہ پر اللہ کی خصوصی عنایات کا نزول ہوا :

﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ (القصص :7)

''اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو سجھایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلاتی رہو، جب تمہیں موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں (قتل کیے جانے کا) خوف تو اُسے دریا میں ڈال دینا اور نہ خوف کرنا اور نہ رنج، ہم اُسے تمہارے پاس واپس پہنچادیں گے اور (پھر) اُسے رسول بنادیں گے''۔

﴿وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (القصص 10:)

''اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا، قریب تھا کہ وہ اُس (رسول بنانے والی بشارت) کو ظاہر کردیتیں اگر ہم اُن کے دل کو مضبوط نہ کردیتے تاکہ وہ رہیں مومنوں میں سے''۔

﴿فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (القصص 13:)

''تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی والدہ کے پاس واپس پہنچادیا تاکہ اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کریں اور جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر نہیں جانتے''۔

شیخِ مدین کی صاحبزادی کے بیان کردہ حکیمانہ اصول کو قرآنِ حکیم میں قیامت تک کے لیے محفوظ کرکے سند عطا کردی گئی:

﴿يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ﴾ (القصص 26:)

''اے اباجان! اِن کو ملازمت پر رکھ لیجیے کیوں کہ بہتر ملازم جو آپ رکھیں وہ ہے جو قوت والا اور امانت دار ہو''۔

ایسی ہی سند ملکہ سبا کے حکیمانہ قول کو بھی دی گئی:

﴿اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ﴾ (النمل 34:)

''بلاشبہ بادشاہ جب کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اُسے تباہ کردیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کردیا کرتے ہیں اور اِسی طرح یہ بھی کریں گے''۔

حضرت خولہ بنتِ ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی پکار عرش پر پہنچی اللہ نے سنی اور فوری جواب عطا فرمایا:

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ

وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴾ (المجادلہ:1)

''اللہ نے سن لی اُس بندی کی بات جو آپ ﷺ سے اپنے شوہر کے بارے میں بحث کرتی اور اللہ سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ سب سنتا دیکھتا ہے''۔

خواتین کی عزتِ نفس کا احترام

سورۂ احزاب آیت 58 میں مرد اور عورت دونوں کی عزتِ نفس کا احترام نہ کرنے والوں کی مذمت کی گئی:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾

''اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن خواتین کو دکھ دیتے ہیں نا کردہ گناہ کا الزام لگا کر تو اُنہوں نے اُٹھایا بہتان اور کیا بالکل واضح گناہ''۔

سورۂ قصص آیات 23 اور 24 میں احترامِ نسوانیت کا پاس رکھنے کے حوالے سے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان کیا گیا:

﴿وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴾

''اور جب وہ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) پہنچے مدین کے پانی (کے گھاٹ) پر، پایا اُس پر لوگوں کے ایک گروہ کو جو پانی پلا رہے تھے (اپنے جانوروں کو) اور اُنہوں نے پایا اُن کے علاوہ دو خواتین کو جو اپنے جانور روک رہی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تمہارا کیا معاملہ ہے؟ اُنہوں نے کہا ہم پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ واپس چلے جائیں چرواہے، اور ہمارے والد بڑے بوڑھے ہیں (یہ کام نہیں کر سکتے)۔ تو آپ علیہ السلام پانی پلایا اُن کے لیے (اُن کے جانوروں کو)۔ پھر آپ علیہ السلام پلٹے سائے کی طرف تو عرض کی اے میرے رب! بے شک میں اُس کا، جو آپ نازل فرما دیں میری طرف بھلائی میں سے، محتاج ہوں''۔

سورۂ بقرۃ آیت 231 میں طلاق کے حوالے سے خواتین کو دکھ دینے کی ممانعت یوں بیان کی گئی:

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾

''اور جب تم بیویوں کو (ایک یا دو دفعہ) طلاق دے چکو اور اُن کی عدت پوری ہونے کو آئے تو اُنہیں یا تو حسنِ سلوک سے نکاح میں رہنے دو یا بطریقِ شائستہ رخصت کر دو اور اِس نیت سے اُن کو نکاح میں نہ رکھو کہ اُنہیں تکلیف دو اور اُن پر زیادتی کرو اور جو ایسا کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور اللہ کے احکام کو مذاق اور کھیل نہ بنالو اور یاد رکھو وہ نعمتیں جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں اور تم پر جو کتاب اور دانائی کی باتیں نازل کی ہیں (اُنہیں بھی یاد رکھو) جن سے وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے اور اللہ کی نافرمانی سے بچو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے''۔

اللہ نے خواتین کو زبردستی وراثت میں رکھنے سے فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ﴾ (النساء:19)

''مومنو! تم کو جائز نہیں کہ زبردستی خواتین کے وارث بن جاؤ اور (دیکھنا) اُنہیں (گھروں میں) مت روک رکھنا اِس نیت سے کہ جو کچھ تم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے کچھ لے لو۔ ہاں اگر وہ کھلے طور پر بدکاری کی مرتکب ہوں (تو روکنا نامناسب نہیں)''۔

خواتین کے وارث بن جانے سے مراد یہ ہے کہ بیوی کو اُس کی علیحدگی کی خواہش کے باوجود طلاق نہ دینا کیوں کہ وہ اپنی ملکیت کا مال لے کر چلی جائے گی، بہن یا بیٹی کا نکاح نہ کرنا تا کہ اُس کی ملکیت کا مال گھر سے نہ نکل جائے، سوتیلی بیوہ ماں کو گھر سے جانے نہ دینا تا کہ اُسے ملنے والا وراثت کا مال گھر سے نکل نہ جائے، کسی خاتون سے زبردستی نکاح کر لینا تا کہ اُس کے مال پر قبضہ کر لیا جائے وغیرہ۔

قرآنِ حکیم نے ایسے لوگوں کے لیے شدید وعیدیں بیان کیں جو خواتین پر تہمت لگاتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (النور:4)

"اور جو لوگ پاکباز خواتین پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اِس پر چار گواہ نہ لائیں تو اُن کو اُسی کوڑے مارو اور آئندہ کبھی بھی اُن کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی بدکردار ہیں"۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (النور:23 - 24)

"جو لوگ پاکباز اور بُرے کاموں سے بے خبر مومن خواتین پر بدکاری کی تہمت لگاتے ہیں اُن پر دنیا و آخرت (دونوں) میں لعنت ہے اور اُن کو (قیامت کے روز) سخت عذاب ہوگا۔ جس دن اُن کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں اُن کے خلاف اُن کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ کرتے رہے"۔

اِسی حوالے سے سورۂ نور کے دوسرے رکوع میں حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں کی بھی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی۔

حفاظتِ ناموسِ زن

حفاظتِ ناموسِ زن کے لیے قرآنِ حکیم میں بے حیائی اور فحاشی کی سختی سے ممانعت آئی ہے۔ اِس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بے حیائی اور فحاشی کا فروغ خواتین کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے اور اللہ ظلم اور زیادتی کو پسند نہیں فرماتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ﴾ (الاعراف:28 - 29)

"اور وہ جب بھی کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اِس پر پایا اپنے آباء و اجداد کو اور اللہ نے ہمیں اِس کا حکم دیا ہے۔ (اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے بے شک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، کیا تم اللہ کے بارے میں بغیر علم کے باتیں منسوب کر رہے ہو۔ (اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے میرا رب تو عدل کا حکم دیتا ہے"۔

بے حیائی خواتین کے ساتھ اِس اعتبار سے ظلم اور زیادتی ہے کہ اِس سے عورت کا تقدس اور وقار مجروح ہوتا ہے اور بے حیا عورت ایک شخص کو اپنی طرف مائل کر کے اُس کی بیوی کے حق پر ڈاکا ڈالتی ہے۔

قرآنِ حکیم میں کئی بار خواتین کے لیے پاکیزہ کردار کا ذکر کیا گیا تا کہ خواتین کے ناموس کی

حفاظت کی جا سکے۔امت کی ماؤں اور اُن کے توسط سے امت کی بیٹیوں کے لیے ہدایت دی گئی:

﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾ (الاحزاب :33)

'' اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ رہو اور دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو''۔

﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (الاحزاب :53)

'' اور جب تمہیں نبی اکرم ﷺ کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لیے بہت پاکیزگی کی بات ہے''۔

﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الاحزاب:59)

''اے نبی ﷺ اپنی بیویوں ،بیٹیوں اور مسلمان خواتین سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کا پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تا کہ وہ پہچان لی جائیں اور اُنہیں ستایا نہ جائے۔اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ط وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ اٰبَآئِهِنَّ أَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِيْ أَخَوٰتِهِنَّ أَوْ نِسَآئِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ص وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (النور :27)

'' اور اے نبی ﷺ ! مومن خواتین سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور خواتین اپنی زیب وزینت کسی پر ظاہر نہ کیا کریں سوائے اُس کے جو از خود (بغیر اُن کے اختیار کے) ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں اور اپنی زیب وزینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اپنے شوہروں اور باپ اور

خسر اور بیٹوں اور شوہروں کے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی جان پہچان کی خواتین اور اپنی کنیزوں کے۔ نیز اُن خدام کے جو خواتین سے کوئی غرض نہیں رکھتے یا ایسے بچوں سے جو خواتین کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور اپنے پاؤں (اِس طرح زمین پر) نہ ماریں کہ اُن کی پوشیدہ زینت (زیور کی جھنکار) ظاہر ہو جائے اور مومنو! سب اللہ کے حضور توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ"۔

شیخ مدین کی صاحبزادی کے ذکر میں خاص طور پر اُن کی باحیا چال کو نمایاں کیا گیا:

﴿فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ﴾ (القصص :25)

" تو اُن دولڑکیوں میں سے ایک اُن کے پاس آئی، وہ چل رہی تھی شرماتی ہوئی"۔

قرآنِ حکیم میں اہلِ جنت کی خواتین کا پاکیزہ طرزِ عمل بار بار بیان کیا گیا:

﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾

(الصافات :48 - 49)

"اور اُن کے پاس بڑی بڑی آنکھوں والی بیویاں ہوں گی جو نگاہیں نیچی رکھتی ہوں گی، گویا وہ اُن انڈوں کی طرح ہیں جو چھپائے جاتے ہیں"۔

﴿فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ﴾ (الرحمٰن :56)

"اُن (باغات) میں نیچی نگاہ والی بیویاں ہیں جن کو اہلِ جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے"۔

﴿حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ﴾ (الرحمٰن :72)

"(وہ) حوریں (ہیں جو) خیموں میں رکی ہوئی ہیں"۔

﴿وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۝ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ﴾ (الواقعہ :22 - 23)

"اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں جیسے حفاظت سے چھپائے ہوئے موتی"۔

ماں کی حیثیت سے احترام

قرآنِ حکیم میں والدین کے حقوق کے بیان میں ماں کے ذکر کو خصوصی اہمیت دی گئی:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ

اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴾ (لقمان :14)

''اور ہم نے انسان کو وصیت کی اُس کے والدین کے بارے میں، اٹھایا اُس کو اُس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف جھیل کر اور اُس کا دودھ چھڑانا ہے دو سالوں میں کہ کر شکر میرا اور اپنے والدین کا، میرے پاس ہی لوٹنا ہے''۔

﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (الاحقاف :15)

''اور ہم نے انسان کو وصیت کی اُس کے والدین کے بارے میں حسنِ سلوک کی، اُس کی ماں نے اُس کو اُٹھایا تکلیف سے اور تکلیف ہی سے جنم دیا اور اُس کا اُٹھانا اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ پہنچا اپنی پختگی کو اور ہوا چالیس برس کا تو دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں شکر کروں تیرے اُس احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر کیا اور مجھے توفیق دے کہ میں وہ اچھا عمل کروں جس سے تو راضی ہو جائے اور میرے لیے میری اولاد کی اصلاح فرمادے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرماں بردار ہوں''۔

بیوی کی حیثیت سے حقوق

قرآنِ حکیم بیوی اور شوہر کو ایک دوسرے کی یکساں ضرورت قرار دیتا ہے :

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (البقرة :187)

''وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے لباس ہو''۔

لباس انسان کی ضرورت ہے، اُس سے انسان سکون محسوس کرتا ہے اور وہ انسان کے جسمانی رازوں سے واقف ہوتا ہے۔ بالکل یہی کیفیت شوہر اور بیوی کی باہمی طور پر ہوتی ہے۔

قرآنِ حکیم واضح کرتا ہے کہ بیویوں کے حقوق بھی ہیں جیسے اُن کے فرائض ہیں :

﴿ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (البقرة :228)

''اور (مردوں پر) خواتین کے حقوق بھی ہیں جیسے کہ اُن پر (مردوں کیلئے) فرائض ہیں''۔

بیویوں سے حسنِ سلوک کی ہدایت قرآنِ حکیم میں اِس طرح بیان ہوئی :

﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ﴾ (النساء :19)

''اور بیویوں کے ساتھ اچھی طرح سے رہو۔ پھر اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بہت سی بھلائی پیدا فرما دے''۔

﴿ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ۚ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ۗ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ ۚ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴾ (النساء :128)

''اور اگر کسی خاتون کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ باہمی اتفاق سے صلح کرلیں اور صلح ہی بہتر ہے، اور جی میں لالچ تو رہتی ہی ہے اور اگر تم حسنِ سلوک کرو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تو اللہ باخبر ہے اُس سے جو کچھ تم کر رہے ہو''۔

قرآنِ حکیم ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں ہر ایک سے عدل کو لازم قرار دیتا ہے :

﴿ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ﴾ (النساء:3)

''اور اگر تم کو اِس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں عدل نہ کرسکو گے تو اُن کے سوا جو خواتین تمہیں پسند ہیں اُن سے نکاح کرلو دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر اِس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب بیویوں سے) یکساں سلوک نہ کرسکو گے تو ایک بیوی ہی (کافی ہے)''۔

﴿ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ ۖ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ وَإِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴾ (النساء:129)

''اور تم خواہ کتنا ہی چاہو، بیویوں میں ہر گز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف مائل ہو جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ درمیان میں لٹک رہی ہے اور اگر آپس میں موافقت کر لو اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

بیویوں کو مہر کی ادا کرنے کی تاکید قرآنِ حکیم میں اِن الفاظ میں آئی:

﴿ وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحۡلَةً ﴾ (النساء :4)

''اور بیویوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دیا کرو''۔

﴿ فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً ﴾ (النساء :24)

''تو جن بیویوں سے تم تعلق قائم کر لو پھر اُن کا مقرر کیا ہوا مہر ادا کر دو''۔

خاندان آباد رکھنے کے لیے ہدایات

اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ خاندان آباد رہے اور نوبت طلاق تک نہ پہنچے۔ اگر شوہر بیوی میں اتفاق نہ ہو تو طلاق سے قبل اللہ چار ہدایات پر عمل کا حکم دیتا ہے:

﴿ وَالّٰتِىۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَاهۡجُرُوۡهُنَّ فِى الۡمَضَاجِعِ وَاضۡرِبُوۡهُنَّ‌ۚ فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيۡرًا ○ وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَيۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَحَكَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا ۚ اِنۡ يُّرِيۡدَاۤ اِصۡلَاحًا يُّوَفِّـقِ اللّٰهُ بَيۡنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا خَبِيۡرًا ﴾ (النساء :34 - 35)

''اور جن بیویوں کی نسبت تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ نافرمانی کریں گی تو (پہلے) اُن کو سمجھاؤ۔ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر (دوسرا یہ کہ) اُن کو بستروں سے علیحدہ کر دو۔ (اگر اِس پر بھی باز نہ آئیں) تو (تیسرا یہ کہ) اُن کی سرزنش کرو۔ پھر اگر تمہارا کہنا مانیں تو پھر اُن کے خلاف کوئی بہانہ مت ڈھونڈو۔ بلاشبہ اللہ بلند و بالا بڑائی والا ہے۔ اور اگر تمہیں اندیشہ محسوس ہو اُن کے درمیان ضد ہے تو (چوتھا یہ ہے کہ) مقرر کرو ایک منصف شوہر کے خاندان میں سے اور ایک منصف بیوی کے خاندان میں سے۔ وہ اگر صلح چاہیں گے تو اللہ اُن میں موافقت پیدا کر دے گا۔

کچھ شک نہیں کہ اللہ سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے باخبر ہے"۔

سورۂ بقرۃ آیت 232 میں آگاہ کیا گیا کہ اگر شوہر بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے اور عدت گزر جائے، پھر اگر وہ دونوں دوبارہ نکاح پر راضی ہوں تو اُن کو اِس سے روکنا جائز نہیں:

﴿ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾

"اور جب تم بیویوں کو طلاق دو اور وہ عدت پوری کر لیں تو اُنہیں اپنے شوہروں کے ساتھ نکاح کرنے سے مت روکو جبکہ وہ آپس میں بھلے طور پر راضی ہوں۔ اِس (حکم) سے اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لیے نہایت پاکیزہ اور ستھری بات ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

سورہ بقرۃ آیت 102 میں یہ مضمون آیا کہ دو فرشتے ہاروت اور ماروت یہود کو جادو کا علم بطورِ آزمائش سکھاتے تھے اور یہ علم سیکھنے والے ایسا کر کے کفر کا ارتکاب کرتے تھے۔ مزید واضح کیا گیا کہ یہ علم وہی سیکھتے تھے جو شوہر اور بیوی کے درمیان پھوٹ ڈالنا چاہتے تھے۔ اللہ نے خاندان اجاڑنے کی کوشش کرنے والے ان بدبختوں کی اِس طرح مذمت فرمائی:

﴿ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ؕ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ؕ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴾

"اور وہ دونوں (فرشتے) کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو آزمائش (کا ذریعہ) ہیں تو تم کفر میں نہ پڑو۔ لوگ اُن سے ایسا جادو سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال سکیں اور اللہ کے حکم کے سوا وہ اِس (جادو) سے کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے اور وہ کچھ ایسے (منتر) سیکھتے جو اُن کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ دیتے اور وہ جانتے

تھے کہ جو شخص اِس (جادو) کو سیکھے گا اُس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور بری شے ہے (وہ جادو) جس کے عوض اُنہوں نے اپنی جانوں کا سودا کیا۔کاش وہ (اِس بات) کو جانتے''۔

مطلّقہ خاتون کے حقوق

اگر کسی خاتون کو اُس کے شوہر نے طلاق دے دی تو قرآنِ حکیم حکم دیتا ہے کہ دورانِ عدت مطلّقہ کو تمام سہولیات فراہم کی جائیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ ۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴾ (الطلاق :1)

''اے نبیؐ! (مسلمانوں سے کہہ دیجیے) جب تم بیویوں کو طلاق دینے لگو تو اُن کو عدت کے لیے طلاق دو اور عدت کو پورا کرو اور اُس اللہ کی نافرمانی سے بچو جو تمہارا رب ہے۔اُن کو (عدت کے دوران) گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں سوائے اِس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔تجھے کیا معلوم کہ شاید اللہ اس کے بعد کوئی نئی (ملاپ کی) صورت پیدا کر دے''۔

﴿ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗ اُخْرٰى ﴾ (الطلاق:6)

''مطلّقہ بیویوں کو (عدت کے دوران) اپنی حیثیت کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اور اُن کو تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ دو اور اگر وہ حمل سے ہوں تو بچہ کی پیدائش تک خرچ دیتے رہو، پھر اگر وہ بچے کو تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو اُن کو اِس کا صلہ دو اور باہم مشورہ کرو بھلے طریقہ سے اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو تو بچے کو کوئی اور خاتون دودھ پلائے''۔

عدت کے بعد حکم یہ ہے کہ مطلّقہ بیوی کو خوب صورتی کے ساتھ رخصت کیا جائے :

﴿ وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ﴾ (البقرۃ :231)

''اور جب تم بیویوں کو (ایک یا دو دفعہ) طلاق دے چکو اور اُن کی عدت پوری ہونے کو آئے تو انہیں یا تو حسنِ سلوک سے نکاح میں رہنے دو یا بطریقِ شائستہ رخصت کر دو''۔

رخصت کرتے ہوئے مطلّقہ بیویوں سے مہر یا تحائف واپس لینا ہرگز جائز نہیں :

﴿ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾ (النساء :20)

''اور اگر تم ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی نکاح میں لانا چاہو اور پہلی بیوی کو بہت سا مال دے چکے ہو تو اُس میں سے کچھ مت لینا۔ بھلا تم ناجائز طور پر اور صریح ظلم سے اپنا مال اُس سے واپس لو گے؟''

اِس کے برعکس مطلّقہ بیویوں کو تحائف دے کر رخصت کرنے کی ہدایت کی گئی :

﴿ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴾ (البقرۃ :241)

''اور مطلقہ بیویوں کو بھی دستور کے مطابق مال واسباب دینا چاہیے۔ پرہیز گاروں پر یہ لازم ہے''۔

﴿ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًا ۢ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴾ (البقرۃ:236 - 237)

''اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم بیویوں کو رخصتی یا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو۔ ہاں اُن کو دستور کے مطابق کچھ مال واسباب ضرور دو۔ حیثیت والا اپنی حیثیت کے مطابق دے اور تنگدست اپنی گنجائش کے مطابق۔ نیک لوگوں پر یہ لازم ہے اور اگر تم بیویوں کو رخصتی سے پہلے

طلاق دے دو لیکن مہر مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر دینا ہوگا۔ ہاں اگر وہ خود چھوڑ دیں یا وہ مرد جن کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے (اپنا حق) چھوڑ دیں (اور پورا مہر دے دیں تو اُن کو اختیار ہے) اور اگر تم مرد لوگ ہی اپنا حق چھوڑ دو تو یہ پرہیزگاری کی بات ہے اور آپس میں بھلائی کرنے کو فراموش نہ کرنا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے"۔

عدت گزرنے کے بعد اگر مطلقہ بیوی بچے کو دودھ پلائے تو اُسے خرچ دینے کا حکم ہے:

﴿ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ﴾ (البقرۃ :233)

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اُس شخص کے لیے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہوگا۔ کسی شخص کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی (تو یاد رکھو کہ) نہ تو ماں کو اُس کے بچے کے سبب نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اُس کی اولاد کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے"۔

بیٹی کی حیثیت سے شفقت

قرآنِ کریم نے بیٹی کی ولادت کو بشارت قرار دیا:

﴿ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴾ (النحل :58)

"اور جب اُن میں سے کسی کو بیٹی (کے پیدا ہونے) کی بشارت دی جاتی ہے تو اُس کا چہرہ (غم کے سبب) سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ جی ہی جی میں گھٹتا ہے"۔

قرآنِ حکیم زندہ درگور کی جانے والی بیٹی کا تذکرہ لرزا دینے والے اسلوب میں کرتا ہے:

﴿ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ○ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴾ (التکویر :8 - 9)

''اور جب اُس بچی سے جو زندہ دفنا دی گئی پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی؟''

خواتین کو وراثت دینے کی تاکید

قرآنِ حکیم نے خواتین کو وراثت میں سے حصہ دینے کی سختی سے تاکید کی:

﴿لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا﴾ (النساء: 7)

''مردوں کا حصہ ہے اُس مال میں سے جو والدین اور قرابت دار چھوڑ مریں اور خواتین کا بھی حصہ ہے اُس مال میں سے جو والدین اور قرابت دار چھوڑ مریں خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔ یہ حصے (اللہ کے) مقرر کئے ہوئے ہیں''۔

سورہ نساء آیات 11 اور 12 میں بیٹی، ماں، بیوی اور کلالہ کے لیے بہن کے وراثت میں حصے متعین کیے گئے۔

کنیزوں کے حقوق

قرآنِ حکیم نے کنیزوں اور غلاموں کی آزادی کے حصول میں مدد کی تلقین کی:

﴿وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ﴾ (النور: 33)

''اور جو غلام یا کنیز تم سے معاوضہ دے کر آزادی چاہیں اگر تم اُن میں نیکی پاؤ تو اُن کو آزاد کرنے کی بات طے کر لو اور اللہ نے جو مال تمہیں بخشا ہے اُس میں سے اُن کو بھی دو''۔

کنیزوں کو بدکاری کے لیے مجبور کرنے کی سختی سے ممانعت کی گئی:

﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ ۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور: 33)

''اور اپنی کنیزوں کو دنیا کا فائدہ لینے کے لیے بدکاری پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں اور جو اُن کو مجبور کرے گا تو اللہ اُن کو مجبور کیے جانے کے بعد (اُن کے حق میں) بخشنے والا مہربان ہے''۔

ہمارا المیہ

قرآنِ حکیم بلاشبہ ہر اعتبار سے ہمارے لیے عادلانہ تعلیمات کا سرچشمہ ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم مختلف امور میں ہدایت و رہنمائی کے لیے قرآن کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اِس کا مرثیہ اقبال نے اپنی معرکۃ الآرا نظم ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ میں یوں بیان کیا:

جانتا ہوں میں یہ اُمت حاملِ قرآں نہیں ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
جانتا ہوں میں کہ مشرق کی اندھیری رات میں بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں
عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں
الحذر آئینِ پیغمبرؑ سے سو بار الحذر حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں
موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں
کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک و صاف منعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں!
اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں
چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں
ہے یہی بہتر الٰہیات میں الجھا رہے یہ کتابُ اللہ کی تاویلات میں الجھا رہے

اب اگر ہم قرآنِ حکیم کو چھوڑ کر حقوق و فرائض کے لیے کہیں اور سے رہنمائی لیں گے تو بلاشبہ یہ جاہلانہ طرزِ عمل اور ہمارے ''محرومِ یقیں'' ہونے کا ثبوت ہوگا:

﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۚ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (المائدۃ:50)

''کیا یہ زمانۂ جاہلیت کے حکم کے خواہش مند ہیں؟ اور جو یقین رکھتے ہیں ان کے لیے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہے؟''

یہ اللہ کی ہدایت سے محرومی کی سزا ہے کہ ایک طرف دورِ جاہلیت کی طرح آج بھی خواتین

ظلم، جبر، استحصال، توہین اور تذلیل کا شکار ہیں اور دوسری طرف مغربی تہذیب کے زیرِ اثر آزادی، مساوات اور تحفظِ حقوق کے پرفریب نعروں کے ذریعہ اُنہیں دھوکا دیا جارہا ہے:

میں نے دیکھا ہے کہ فیشن میں الجھ کر اکثر
تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچ دیے

نئی تہذیب کی بے روح بہاروں کے عوض
اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچ دیے

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنِ حکیم سے ہدایت حاصل کرنے، اِس ہدایت پر انفرادی زندگی میں عمل کرنے اور اجتماعی زندگی میں اِس کے نفاذ کے لیے مال و جان سے جہاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خواتین کی عظمت اور حقوق

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں

یکم دسمبر 2006ء کو پاکستان میں حدود آرڈیننس کا ''تنسیخی بل'' نافذ کیا گیا لیکن اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لیے اِسے تحفظِ حقوقِ نسواں کا نام دیا گیا۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اِس بل میں خواتین کے اصل حقوق کا ذکر ہے اور نہ تحفظ۔ خواتین کے اصل حقوق وہ ہیں جو قرآنِ حکیم میں بیان ہوئے یا جن کا بیان نبی اکرم ﷺ کے مبارک ارشادات میں آیا ہے۔ خواتین کی عظمت اور حقوق قرآنِ حکیم کی روشنی میں ہمارے سامنے آ چکے ہیں۔ اِس تحریر کے ذریعہ ہم ارشاداتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں خواتین کی عظمت اور حقوق کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔

ارشاداتِ نبوی ﷺ کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ تمام جہان والوں کے لیے رحمت اور بالخصوص اہلِ ایمان کے لیے شفقت ومحبت کا پیکر ہیں۔ ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ (الانبیاء:107)

"اور (اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (التوبہ:128)

"تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں! تمہاری تکلیف اُن پر گراں گزرتی ہے، تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں، مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے مہربان ہیں"۔

امت کی خواتین آپ ﷺ کی بیٹیاں ہیں اور آپ ﷺ سے بڑھ کر اُن کا خیر خواہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اللہ اِس حقیقت پر ہماری بہنوں کو یقین کی دولت عطا فرمائے۔ آمین! آیئے دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنے ارشادات کے ذریعہ خواتین کو کیا عظمت عطا کی اور کن حقوق سے سرفراز فرمایا؟

خواتین کے تقدس واحترام کا بیان

نبی اکرم ﷺ نے خواتین کی عظمت کا اظہار اِن الفاظ میں فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَ جُعِلَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلاۃِ۔ (نسائی)

"دنیا کی چیزوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب عورت اور خوشبو ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے"۔

اللہ سے مناجات کے دوران نبی کریم ﷺ بارگاہِ خداوندی میں عرض فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ: اَلْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَۃِ (نسائی)

"اے اللہ میں لوگوں کو دو ضعیفوں کے حق سے بہت ڈراتا ہوں (کہ اِن میں کوتاہی مت

کرنا) ایک یتیم اور دوسری عورت''۔

آپ ﷺ نے خواتین کی جان کے تحفظ کی تلقین اِس طرح فرمائی:

اَنَّ امْرَاَۃً وُجِدَتْ فِی بَعْضِ مَغَازِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَقْتُوْلَۃً، فَاَنْکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَتْلَ النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ (مسلم)

رسول اللہ ﷺ کے غزوات کے دوران ایک عورت قتل کی ہوئی پائی گئی۔ آپ ﷺ نے (افسوس کرتے ہوئے) عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

آپ ﷺ نے نکاح کے حوالے سے خواتین کی رائے کے احترام کا حکم دیا:

لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَکَیْفَ اِذْنُھَا؟ قَالَ اَنْ تَسْکُتَ (بخاری، مسلم)

''جس عورت کا ایک بار نکاح ہو چکا ہو (اور پھر شوہر کی موت یا طلاق مل جانے کی وجہ سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنا ہو) تو اُس کا نکاح اُس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اُس سے وضاحت کے ساتھ زبان سے اجازت نہ لے لی جائے اور جس (بالغ) لڑکی کا نکاح پہلے نہیں ہوا ہے، اُس کا نکاح اُس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اُس سے اجازت نہ لے لی جائے''۔ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اُس کی اجازت کیسے ہوگی (یعنی وہ تو شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکے گی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس کی جانب سے یہی اجازت سمجھی جائے گی کہ جب اُس سے اجازت لی جائے تو خاموش رہ جائے''۔

عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خَذَامِ الْاَنْصَارِیَۃِ ؓ اَنَّ اَبَاھَا زَوَّجَھَا وَھِیَ ثَیِّبٌ فَکَرِھَتْ ذٰلِکَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَرَدَّ نِکَاحَھَا فَسَخَہٗ وَفَرَّقَ بَیْنَھُمَا۔ (بخاری)

حضرت خنساء بنتِ خذام انصاریہ ؓ سے روایت ہے کہ اُن کے والد نے اُن کا نکاح کر دیا، وہ شوہر دیدہ تھیں۔ اُنہوں نے اِس نکاح کو ناپسند کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں تو آپ ﷺ نے اُن کے نکاح کو فسخ کر دیا، اُسے ختم کر کے دونوں کے درمیان علیحدگی کرا دی۔

خواتین کے لیے خوش کن بشارتیں

نبی اکرم ﷺ نے اپنے کئی ارشادات میں خواتین کے لیے بڑے اجروثواب کی بشارتیں دیں:

اَیُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ، دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ (ترمذی)

''جو خاتون اِس حال میں وفات پا گئی کہ اُس کا شوہر اُس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگئی''۔

اِذَا صَلَّتِ الْمَرْاَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ۔ (مسند احمد)

''عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور پاک دامن رہے اور (شرعی امور میں) اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو اُس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے''۔

عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لَا لٰكِنَّ اَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ (بخاری)

اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم جہاد کو سب سے افضل نیکی سمجھتی ہیں تو کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''نہیں بلکہ تمہارے لیے سب سے افضل نیکی حجِ مبرور ہے''۔

نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے لیے اہم ترین ذمہ داری گھر کے امور کی انجام دہی ہے:

وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ (بخاری، مسلم)

''اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اُس کی اولاد کی نگران ہے پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اُس سے اُس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا''۔

اگر خواتین اپنے گھر کے امور ذمہ داری سے ادا کریں تو اُنہیں گھر میں رہ کر اتنا اجروثواب ملے گا جو مردوں کو باہر نکل کر مشقتیں اُٹھانے سے ملتا ہے:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَآءَ النِّسَاءُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْنَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ بِالْجِھَادِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، اَفَمَا لَنَا عَمَلٌ نُدْرِکُ بِہٖ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَھْنَۃُ اِحْدَاکُنَّ فِیْ بَیْتِھَا تُدْرِکُ عَمَلَ الْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ خواتین اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مرد جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے۔ کیا ہمارے لیے کوئی ایسا عمل نہیں کہ ہمیں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے برابر اجر تک پہنچا دے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کسی کا اپنے گھر پر رکنا مجاہد کے گھر کی حفاظت کے لیے تمہیں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے برابر اجر تک پہنچا دے گا''۔

وَمَا عَبَدَتِ امْرَاَۃٌ رَبَّھَا مِثْلَ اَنْ تَعْبُدَہٗ فِیْ بَیْتِھَا۔ (الطبرانی)

''ایک عورت اپنے رب کی جو عبادت اپنے گھر میں کرتی ہے، اِس سے بڑھ کر اُس کے لیے کوئی عبادت نہیں ہے''۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدِ نِ الْاَنْصَارِیَّۃِ رضی اللہ عنہا اَنَّھَا اَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ وَھُوَ بَیْنَ اَصْحَابِہٖ فَقَالَتْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اِنِّیْ وَافِدَۃُ النِّسَاءِ اِلَیْکَ، وَاعْلَمْ نَفْسِیْ لَکَ الْفِدَاءُ اَنَّہٗ مَا مِنِ امْرَاَۃٍ کَائِنَۃٍ فِیْ شَرْقٍ وَّلَا غَرْبٍ سَمِعَتْ بِمَخْرَجِیْ ھٰذَا اِلَّا وَھِیَ عَلٰی مِثْلِ رَاْیِیْ، اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ اِلَی الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاٰمَنَّا بِکَ وَبِاِلٰھِکَ الَّذِیْ اَرْسَلَکَ، وَنَحْنُ مَعْشَرَ النِّسَآءِ مَحْصُوْرَاتٌ مَقْصُوْرَاتٌ، قَوَاعِدُ بُیُوْتِکُمْ، وَمُقْضِیْ شَھَوَاتِکُمْ، وَحَامِلَاتُ اَوْلَادِکُمْ، وَاِنَّکُمْ مَعَاشَرَ الرِّجَالِ فُضِّلْتُمْ عَلَیْنَا بِالْجُمُعَۃِ وَالْجَمَاعَاتِ، وَعِیَادَۃِ الْمَرْضٰی، وَشُھُوْدِ الْجَنَائِزِ، وَالْحَجِّ بَعْدَ الْحَجِّ، وَاَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَاَنَّ الرَّجُلَ مِنْکُمْ اِذَا خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ مُرَابِطًا حَفِظْنَا لَکُمْ اَمْوَالَکُمْ، وَغَزَلْنَا لَکُمْ اَثْوَابَکُمْ، وَرَبَّیْنَا لَکُمْ اَوْلَادَکُمْ، فَمَا نُشَارِکُکُمْ فِی الْاَجْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ؟ فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی اَصْحَابِہٖ بِوَجْھِہٖ کُلِّہٖ ثُمَّ قَالَ: ھَلْ سَمِعْتُمْ مَقَالَۃَ امْرَاَۃٍ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْ مَّسَائِلَتِھَا فِیْ اَمْرِ دِیْنِھَا مِنْ ھٰذِہٖ؟

فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَاظَنَنَّا اَنَّ امْرَاَۃً تَھْتَدِیْ اِلٰی مِثْلِ ھٰذَا؟ فَالْتَفَتَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَیْھَا ثُمَّ قَالَ لَھَا: اُنْصُرِیْ اَیَّتُھَا الْمَرْاَۃُ وَاَعْلِمِیْ مَنْ خَلْفَکِ مِنَ النِّسَآءِ اَنَّ حُسْنَ تَبَعُّلِ اِحْدَاکُنَّ لِزَوْجِھَا، وَطَلَبَھَا مَرْضَاتِہٖ، وَاِتِّبَاعِھَا مَوَافَقَتِہٖ یَعْدِلُ ذٰلِکَ کُلَّہٗ۔ فَاَدْبَرَتِ الْمَرْاَۃُ وَھِیَ تُھَلِّلُ وَتُکَبِّرُ اِسْتِبْشَارًا۔ (بیہقی)

حضرت اسماء بنت یزید انصاریہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں جبکہ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے درمیان تشریف فرما تھے اور عرض کیا کہ (اے اللہ کے رسول ﷺ!) میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ مجھے خواتین کی ایک جماعت نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے اور جان لیجیے میری جان آپ ﷺ کے ناموس کی حفاظت کے لیے فدا ہے۔ بے شک مشرق و مغرب کی جن خواتین کی بات آپ ﷺ مجھ سے سنیں گے وہ وہی رائے رکھتی ہیں جو میں گزارش کر رہی ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مردوں اور خواتین دونوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور اُس معبود پر بھی جس نے آپ ﷺ کو بھیجا۔ ہم خواتین کا حال یہ ہے کہ ہم پردوں کے اندر بند رہنے والی اور گھروں میں رکنے اور بیٹھنے والی ہیں۔ ہم مردوں کی خواہشات پوری کرنے والی اور اُن کے بچوں کا بار اُٹھانے والی ہیں۔ اے مردوں کی جماعت! تم ہم سے سبقت لے گئے جمعہ و جماعت، مریضوں کی عیادت، جنازوں میں حاضری، حج کے بعد حج کرنے اور اِن سب میں بڑھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے۔ جب تم میں سے کوئی مرد گھر سے نکلتا ہے حج یا عمرے یا جنگ کے لیے تو ہم حفاظت کرتی ہیں تمہارے مالوں کی اور تیار کرتی ہیں تمہارے لباس اور سنبھالتی ہیں تمہارے بچوں کو۔ تو کیا اجر میں ہمیں بھی آپ مردوں کے ساتھ حصہ ملے گا اے اللہ کے رسول ﷺ نبی اکرم ﷺ اپنے پورے رُخِ انور کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''کیا تم نے اِن سے زیادہ بھی کسی خاتون کی عمدہ تقریر سنی ہے جس نے اپنے دین کی بابت سوال کیا ہو؟'' تمام صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارا گمان نہیں تھا ایک خاتون اِس درجہ تک ہدایت پا سکتی ہے۔ پھر نبی

اکرم ﷺ حضرت اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے اسماءؓ! میری مدد کرو اور جن خواتین نے تم کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے اُن کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہارا اچھی طرح اپنے شوہر کے حقوق ادا کرنا، اُس کو خوش رکھنا اور اُس کے ساتھ سازگاری کی فضا قائم رکھنا، مردوں کے اِن سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کیے ہیں''۔ حضرت اسماءؓ اللہ کا ذکر اور تکبیر کرتی ہوئی خوشی خوشی واپس چلی گئیں''۔

پاکیزہ سیرت و کردار کے لیے رہنمائی

نبی اکرم ﷺ خواتین کی رہنمائی و ہدایت کو جو اہمیت دیتے تھے، اُس کا کسی درجہ میں اندازہ آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات سے کیا جا سکتا ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ (بیہقی)

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور خاتون پر فرض ہے''۔

عَلِّمُوْا رِجَالَکُمْ سُوْرَۃَ الْمَائِدَۃِ وَعَلِّمُوْا نِسَائَکُمْ سُوْرَۃَ النُّوْرِ۔ (بیہقی)

''اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور خواتین کو سورۂ نور سکھاؤ''۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَتِ النِّسَآءُ لِلنَّبِیِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَیْکَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَّنَا یَوْمًا مِّنْ نَّفْسِکَ فَوَعَدَھُنَّ یَوْمًا لَقِیَھُنَّ فِیْہِ فَوَعَظَھُنَّ وَاَمَرَھُنَّ فَکَانَ فِیْمَا قَالَ لَھُنَّ مَا مِنْکُنَّ امْرَاَۃٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَۃً مِّنْ وَّلَدِھَا اِلَّا کَانَ لَھَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ وَّاثْنَتَیْنِ فَقَالَ وَاثْنَتَیْنِ۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ خواتین نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اکثر مردوں میں گھرے رہتے ہیں، ایک دن آپ ﷺ ہمارے لیے مخصوص فرما دیں (تاکہ ہم بھی آپ ﷺ کے ارشادات سے فیض حاصل کر سکیں)۔ آپ ﷺ نے طے فرمایا کہ ایک روز خواتین کے لیے مخصوص کریں گے اور اُنہیں وعظ و نصیحت کریں گے۔ ایک دن آپ ﷺ نے اُنہیں بشارت دی کہ ''تم میں سے جس کسی نے تین بچوں کی پرورش کی تو یہ عمل اُس کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائے گا''۔ ایک خاتون نے دریافت کیا کہ اگر دو بچے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ اجر دو بچوں کے لیے بھی ہے''۔

نبی اکرم ﷺ عیدین کے موقع پر خواتین کے لیے علیحدہ سے وعظ و نصیحت کا اہتمام فرماتے تھے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى فَصَلَّى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ۔ (بخاری)

حضرت عبدالرحمان بن عابس روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن (نماز کے لیے) گیا۔ پس آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی، خطبہ ارشاد فرمایا، پھر خواتین کی طرف آئے، اُنہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

خواتین کو وعظ و نصیحت کرنے کی اہمیت مسلم شریف کی ایک روایت سے بھی واضح ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ''اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرایئے!'' الشعراء آیت 214) نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا، پس اُن کے عام و خاص سب جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے قریش کے ہر خاندان کو جہنم کی آگ سے بچنے کے لیے عمل کرنے کی تلقین کی۔ اِس خطبہ میں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا

''اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اپنے نفس کو آگ سے بچاؤ۔ اِس لیے کہ میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا سوائے اِس کے کہ تمہارے ساتھ (میری) رشتے داری ہے جسے میں (دنیا کی حد تک) ضرور ملحوظ رکھوں گا''۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنے کئی ارشاداتِ عالیہ میں ایک صالح بیوی کے پاکیزہ سیرت و کردار کو واضح فرمایا:

قِيلَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا

تُخَالِفُهُ فِیْ نَفْسِهَا وَ مَالِهَا بِمَا یَکْرَهُ۔ (نسائی)

اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں کون سی عورت اچھی ہوتی ہے؟' آپ ﷺ نے فرمایا ''جو اپنے شوہر کو خوش کرے جب بھی وہ اِس کی طرف دیکھے اور اُس کا کہنا مانے جب بھی وہ کوئی حکم دے (جو خلاف شرع نہ ہو) اور اپنی جان اور مال سے ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو برا لگے''۔

مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَّظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ۔ (ابن ماجہ)

''مومن بندہ نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اُس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو (پھر نیک بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا) اگر شوہر اُسے حکم دے (جو خلافِ شرع نہ ہو) تو اُس کا کہا مانے اور جب شوہر اُس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کرے اور اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا کرو گی (اور وہ شرعاً جائز ہو) تو اُس کی قسم سچی کر دے اور اگر وہ کہیں چلا جائے اور یہ اُس کے پیچھے گھر میں رہ جائے تو اپنی جان اور اُس کے مال کے بارے میں اُس کی خیر خواہی کرے''۔

ایک سفر کے دوران صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے اچھا مال کون سا ہے جسے ہم حاصل کرنے کی کوشش کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاکِرٌ وَّقَلْبٌ شَاکِرٌ وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِیْنُهُ عَلٰی اِیْمَانِهٖ۔

''سب سے بہتر شے ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور وہ مومن بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے اُس کے ایمان کے حوالے سے''۔ (ترمذی)

نیکیوں میں مدد کرنے کے حوالے سے ایک بڑی پیاری حدیث ہے:

رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَ اَیْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْهِهَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰهُ امْرَاَةً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَ اَیْقَظَتْ زَوْجَهَا فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَاءَ (ابوداؤد)

''اللہ رحم فرمائے اُس شخص پر جو رات میں بیدار ہوا، پھر اُس نے نماز پڑھی اور جگایا اپنی بیوی کو بھی، پھر اگر اُس نے جاگنے میں دیر کی تو اُس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اللہ رحم فرمائے اُس خاتون پر جو رات میں بیدار ہوئی، پھر اُس نے نماز پڑھی اور جگایا اپنے شوہر کو بھی، پھر اگر اُس نے جاگنے میں دیر کی تو اُس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے''۔

ایک موقع پر آپ ﷺ نے نیک سیرت خواتین کی یوں تحسین فرمائی:

خَیْرُ نِسَاءٍ رَکِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَیْشٍ اَحْنَاہُ عَلٰی وَلَدٍ فِیْ صِغَرِہٖ وَاَرْعَاہُ عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِہٖ۔ (بخاری، مسلم)

''جو خواتین اونٹوں پر سوار ہوئیں، اُن میں سب سے بہتر قریش کی خواتین ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب خواتین سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب سے زیادہ نگہداشت رکھنے والی ہیں''۔

یہ تو ترغیب کا انداز تھا۔ اِس کے برعکس آپ ﷺ نے اُن خواتین کے لیے ترہیب کا اسلوب اختیار فرمایا جو اپنے شوہروں کو ناراض کرتی ہیں:

اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِھَا وَزَوْجُھَا کَارِہٌ لِذٰلِکَ لَعَنَھَا کُلُّ مَلَکٍ فِی السَّمَآءِ وَکُلُّ شَیْءٍ مَرَّتْ عَلَیْہِ غَیْرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ حَتّٰی تَرْجِعَ۔ (الطبرانی)

''بے شک جب عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف گھر سے نکلتی ہے تو آسمان کا ہر فرشتہ اُس پر لعنت بھیجتا ہے اور جن و اِنس کے سوا ہر وہ چیز جس پر سے وہ گزرتی ہے، اُس پر پھٹکار بھیجتی ہے، جب تک کہ وہ واپس لوٹ کر نہ آئے''۔

مَثَلُ الرَّافِلَۃِ فِی الزِّیْنَۃِ فِیْ غَیْرِ اَھْلِھَا کَمَثَلِ ظُلْمَۃِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لَا نُوْرَ لَھَا۔ (ترمذی)

''اپنے شوہر کے علاوہ دوسروں کے لیے بناؤ سنگھار کرنے کے بعد ناز نخرے سے چلنی والی عورت اِس طرح ہے جیسے قیامت کے دن کا اندھیرا جس میں روشنی کا شائبہ تک نہیں''۔

مسندِ احمد کی ایک روایت میں خواتین کو پاکیزہ اخلاق اختیار کرنے کے لیے ترہیب و ترغیب اِس طرح دی گئی:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ فُلَانَۃَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرِ صَلَاتِھَا

وَ صِيَامِهَا وَ صَدَقَتِهَا غَيْرَ اَنَّهَا تُؤْذِىْ جِيْرَ انَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي النَّارِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْ كَرُ مِنْ قِلَّةِ صَلَاتِهَا وَ صِيَامِهَا وَ صَدَقَاتِهَا وَ اِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَ ثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَ لَا تُؤْذِىْ جِيْرَ انَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِيَ فِي الْجَنَّةِ۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! بلاشبہ ایک عورت ہے جس کی نماز، روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اِس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ عورت دوزخ میں ہے''۔ پھر اُس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! بے شک ایک اور عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) نماز، (نفل) روزے اور صدقہ کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''وہ جنت میں جانے والی ہے''۔

نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو ضرورت کے تحت گھر سے نکلنے کی اجازت دی لیکن فرمایا:

لَا تُسَافِرُ الْمَرْ اَةُ اِلَّا مَعَ ذِى مَحْرَمٍ وَّ لَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ اِلَّا وَ مَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اَخْرُ جَ فِي جَيْشِ كَذَا وَ كَذَا وَ امْرَ اَتِىْ تُرِيْدُ الْحَجَّ فَقَالَ اخْرُ جْ مَعَهَا۔ (بخاری)

''کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اُس کے ساتھ محرم ہو اور کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے پاس نہ جائے مگر جب عورت کے ساتھ اُس کا محرم ہو''۔ پھر ایک شخص نے کہا میں ایک لشکر کے ساتھ جنگ کے لیے جانا چاہتا ہوں جبکہ میری بیوی حج کے لیے جانا چاہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم بیوی کے ساتھ جاؤ''۔

اِس حدیثِ مبارکہ میں سفر سے مراد ایک دن اور ایک رات کا سفر ہے:

لَا يَحِلُّ لِاِمْرَ اَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ اِلَّا مَعَ ذِىْ مَحْرَمٍ عَلَيْهَا۔ (بخاری، مسلم)

''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے، جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور ایک رات کا سفر اختیار کرے''۔

نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو راستے میں چلنے کے دوران پاکیزگی اختیار کرنے کی نصیحت اِس طرح کی:

اِستَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ، فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى أَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا بِهٖ۔ (ابوداؤد)

"تم پیچھے ہو جاؤ، تمہارے لیے راستہ کے بیچ میں چلنا ٹھیک نہیں ہے۔ تم راستے کے کنارے چلو"۔ چنانچہ اِس حکم کے بعد خواتین بالکل دیوار سے لگ جاتیں، یہاں تک کہ اُن کی چادریں دیوار سے الجھتی تھیں۔

خواتین کے لیے پسندیدہ ہے کہ نماز گھر میں پڑھیں لیکن اگر جمعہ میں وعظ سننے کی نیت سے آنا چاہیں تو منع بھی نہیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَمْنَعُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِّيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ۔ (ابوداؤد)

"اللہ کی بندیوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو لیکن اُنہیں چاہیے کہ اِس طرح نکلیں کہ وہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہوں"۔

اَلْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا، يَعْنِي زَانِيَةٌ۔ (ترمذی)

"جو عورت عطر لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے"۔

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ لِامْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِهٰذَا الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ۔ (ابوداؤد)

"اُس عورت کی نماز قبول نہ ہوگی جو مسجد میں جانے کے لیے خوشبو لگائے جب تک کہ ایسا غسل نہ کرے جیسا غسل ناپاکی دور کرنے کے لیے کیا جاتا ہے"۔

طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِيَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِيَ رِيْحُهٗ۔ (ترمذی)

"مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بو تیز اور رنگت ہلکی ہو اور خواتین کے لیے وہ خوشبو ہے جس کی رنگت تیز اور بو کم ہو"۔

آپ ﷺ اِس بات کو پاکیزہ کردار کے منافی سمجھتے تھے کہ خواتین یا مرد ایک دوسرے کی

مشابہت اختیار کریں:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَ الْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی اُن مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کریں (یعنی اُن کا سا لباس اور انداز اپنائیں) اور اُن عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

اللہ کے رسول ﷺ مردوں کی طرح خواتین سے بھی بیعت لیتے تھے تاکہ اُنہیں نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں شرکت کا احساس دلائیں۔ موطا امام مالکؒ میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ چند خواتین نے آپ ﷺ سے بیعت کرنے کے بعد عرض کیا:

ھَلُمَّ نُبَایِعْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

''آیئے ہم آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کریں اے اللہ کے رسول ﷺ!''۔

گویا خواتین بھی مردوں کی طرح آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتی تھیں۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنِّیْ لَاأُصَافِحُ النِّسَآءَ اِنَّمَا قَوْلِیْ لِمَأَۃِ امْرَاَۃٍ کَقَوْلِیْ لِاِمْرَاَۃٍ وَّاحِدَۃٍ۔

''بے شک میں خواتین سے مصافحہ نہیں کرتا (جو میں نے زبان سے کہہ دیا سب کے لیے لازم ہو گیا اور الگ الگ بیعت کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیوں کہ) سو خواتین سے (بھی) میرا وہی کہنا ہے جو ایک عورت سے کہنا ہے''۔

حفاظتِ ناموسِ زن کے لیے ہدایات

خواتین کے لیے سب سے اہم معاملہ اپنے ناموس کی حفاظت ہے۔ اِس پر حملہ زندگی بھر کا داغ دے جاتا ہے۔ حفاظتِ ناموسِ زن کے لیے نبی اکرم ﷺ نے خصوصی ہدایات عطا فرمائیں:

لَایَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ، وَلَا تَنْظُرُ الْمَرْاَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْاَۃِ، وَلَا یُفْضِی الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَلَا تُفْضِی الْمَرْاَۃُ اِلَی الْمَرْاَۃِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ۔ (مسلم)

''کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کی طرف نہ دیکھے اور اِسی طرح کوئی عورت دوسری عورت

کے ستر کی طرف نہ دیکھے۔ نیز دو مرد یا دو عورتیں برہنہ ہو کر ایک ہی کپڑے میں نہ لیٹیں"۔

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے اور عورت کا ستر ہاتھ پاؤں اور چہرے کی ٹکیہ کے علاوہ پورا جسم ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق عورت کا سارا جسم ستر ہے سوائے چہرے اور ہاتھ کے۔ البتہ عورت کے لیے عورت کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک ہے۔

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ نَظَرِ الْفُجَائَةِ، فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ۔ (مسلم)

حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا (یعنی یہ کہ اگر اچانک کسی نامحرم عورت پر یا کسی کے ستر پر نظر پڑ جائے تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟) تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اُدھر سے نگاہ پھیر لوں۔

ہمیں خود بھی چاہیے کہ چست یا ایسے باریک کپڑے کا لباس نہ پہنیں جس سے ستر میں شامل اعضاء نمایاں ہو جائیں۔

خواتین کی آواز میں بھی مردوں کے لیے کشش ہے۔ لہٰذا اُن کے ناموس کی حفاظت کے لیے اُن کی آواز کا بھی پردہ ہے اور اُنہیں بلا ضرورت مردوں سے گفتگو کی اجازت نہیں۔ اگر وہ مسجد میں موجود ہوں اور امام صاحب سے غلطی ہو جائے تو وہ آواز سے نہیں بلکہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر متوجہ کریں گی جبکہ مرد کہیں گے سبحان اللہ۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْقُ لِلنِّسَاءِ (بخاری، مسلم)

"مردوں کے لیے سبحان اللہ کہنا ہے اور خواتین کو ہاتھ پر ہاتھ مارنا ہے"۔

حفاظتِ ناموسِ زن کے لیے نبی اکرم ﷺ نے خواتین کو گھروں پر رہنے کی تلقین کی:

اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ وَاِنَّهَا اِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَاِنَّهَا اَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ اِلَى اللهِ وَهِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا۔ (ترمذی)

"عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بے شک جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان تکنے لگتا ہے اور عورت سب سے زیادہ اللہ سے قریب اُس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں ہوتی ہے"۔

عَنْ اُمِّ حَمِیْدِنِ السَّاعِدِیَّۃِ رضی اللہ عنہا اَنَّھَا جَائَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ الصَّلَاۃَ مَعَکَ، قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَصَلَاتُکِ فِیْ بَیْتِکِ خَیْرٌ لَّکِ مِنْ صَلَاتِکِ فِیْ حُجْرَتِکِ وَصَلَاتُکِ فِیْ حُجْرَتِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِکِ فِیْ دَارِکِ، وَصَلَاتُکِ فِیْ دَارِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ، وَصَلَاتُکِ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِکِ خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِکِ فِیْ مَسْجِدِ الْجَمَاعَۃِ۔ (مسند احمد)

حضرت اُمِ حمید ساعدیہؓ سے روایت ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جی چاہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے معلوم ہے لیکن تیرا ایک گوشے میں نماز پڑھنا اِس سے بہتر ہے کہ تو اپنے حجرے میں نماز پڑھے اور حجرے میں نماز پڑھنا اِس سے بہتر ہے کہ تو گھر کے آنگن میں نماز پڑھے اور تیرا گھر کے آنگن میں نماز پڑھنا اِس سے بہتر ہے کہ تو اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھے اور تیرا اپنے محلّے کی مسجد میں نماز پڑھنا اِس سے بہتر ہے کہ تو جامع مسجد میں نماز پڑھے''۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو فرما رہے ہیں کہ خواتین کے لیے پسندیدہ یہ ہے کہ نماز بھی گھر کے اندرونی حصہ میں پڑھیں جبکہ آج صورتِ حال یہ ہے کہ بعض خواتین لاؤڈ اسپیکر پر محافلِ میلاد کے دوران سیرت کے واقعات اور نعتیں پڑھتی ہیں جن کو نامحرم مرد سن رہے ہوتے ہیں۔ میڈیا پر آکر دروس دیتی ہیں، دینی موضوعات پر تقاریر کرتی ہیں اور نعتیں پڑھتی ہیں۔ یہ طرزِ عمل باعثِ اجر و ثواب نہیں بلکہ ناپسندیدہ ہے۔

گھروں میں خواتین کی حرمت کا پاس رکھنے کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس طرح دیا:

ثَلَاثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ اَھْلِہِ الْخُبْثَ۔ (مسندِ احمد)

''تین اشخاص پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی۔ ایک وہ جو شراب پیتا ہے، دوسرا وہ جو ماں باپ کو تکلیف دیتا ہے اور تیسرا وہ جو اپنے گھر والوں میں ناپاک کام (یعنی زنا اور اُس کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بے پردگی، نامحرموں سے میل جول وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے''۔

گویا مردوں پر لازم ہے کہ گھروں میں شرعی پردہ کا اہتمام کریں یعنی گھر کی خواتین نامحرم مردوں کے سامنے کھلے چہرے کے ساتھ نہ آئیں اور نہ ہی میڈیا پر ڈراموں، اشتہارات اور کھیلوں کو دیکھ کر نامحرم مردوں میں دلچسپی لیں۔

لَاتَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ؟ قَالَ وَمِنِّي وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ۔ (ترمذی)

''جن خواتین کے شوہر گھروں میں موجود نہ ہوں، اُن کے ہاں مت داخل ہو کیوں کہ شیطان تم میں سے ہر ایک کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے''۔ ہم نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ کے جسم میں بھی؟ فرمایا: ''ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اُس پر مدد کی اور اُس نے میری اطاعت اختیار کرلی''۔

لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ۔ (ترمذی)

''ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ کوئی (نامحرم) آدمی کسی عورت سے تنہائی میں ملے اور وہاں تیسرا شیطان موجود نہ ہو''۔

حُرْمَةُ نِسَآءِ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَخْلُفُ فِيْ امْرَاَةِ رَجُلٍ مِنَ الْمُجَاهِدِيْنَ فَيَخُوْنُهُ فِيْهَا اِلَّا وُقِفَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَخَذَ مِنْ عَمَلِهِ مَا شَآءَ فَمَا ظَنُّكُمْ۔ (نسائی)

''مجاہدوں کی خواتین، جہاد پر نہ جانے والوں کے لیے ایسی حرام ہیں جیسی اُن کی مائیں اُن پر حرام ہیں۔ پھر جو کوئی رہا خواتین کی نگہبانی کے لیے گھر پر، اب اگر اُس نے خیانت کی کسی مجاہد کے گھر میں تو کھڑا رکھا جائے گا اُسے قیامت کے دن، یہاں تک کہ لے لے گا یہ مجاہد اُس کے اعمال میں سے جس قدر اور جو نیکی چاہے گا۔ پھر کیا گمان ہے تمہارا؟ (یعنی تم کیا سمجھتے ہو وہ کچھ چھوڑے گا؟ نہیں بلکہ سب نیکیاں لے لے گا)''۔

اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔ (بخاری، مسلم)

''تم (نامحرم) خواتین کے پاس جانے سے بچو (اور اِس معاملہ میں بہت احتیاط کرو)''۔

ایک انصاری شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! سسرالی رشتہ داروں (یعنی دیور وغیرہ) کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''سسرالی رشتہ دار تو بالکل موت اور ہلاکت ہیں (یعنی اُن سے ناموس کو زیادہ خطرہ ہے)''۔

ماں کی حیثیت سے احترام

ماں کے تقدس کے بیان میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہی کافی ہے:

الْجَنَّةُ تَحتَ أَقْدَامِ الأُمَّهَاتِ۔ (النسائی)

''جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے''۔

یہ بات ایک اور روایت میں یوں بیان ہوئی:

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ السَّلَمِيِ رضی اللہ عنہ اَنَّ جَاهِمَةَ رضی اللہ عنہ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ: هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا۔ (نسائی)

حضرت معاویہ بن جاہمہؓ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت جاہمہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے اور میں آپ ﷺ سے اِس بارے میں مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا ''کیا تمہاری ماں ہے؟'' اُنہوں نے عرض کیا ہاں! ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تو پھر اُس کی خدمت میں رہو، اُس کے قدموں میں تمہاری جنت ہے''۔

آپ ﷺ نے اپنے کئی ارشادات میں ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کی نصیحت فرمائی:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ اُمُّكَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اُمُّكَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوْكَ (بخاری)

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے لیے خدمت اور حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''تیری والدہ''۔ اُس نے پوچھا پھر کون؟

آپ ﷺ نے فرمایا'' تیری والدہ''۔ اُس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' تیری والدہ''۔اُس نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا'' تیرے والد''۔

یہ حدیثِ مبارکہ خاندانی نظام میں ایک حسین توازن پیدا کردیتی ہے۔خاندان میں قانونی اعتبار سے والد کو فوقیت حاصل ہے۔وہ خاندان کا سربراہ ہے، لہٰذا خاندان میں بیوی اور اولاد پر، شرعی حدود کے اندر اُس کی اطاعت لازم ہے۔البتہ توازن پیدا کرنے کے لیے، اخلاقی اعتبار سے ماں کے ساتھ حسنِ اخلاق کو والد کی نسبت تین گنا زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نِمْتُ فَرَأَيْتُنِيْ فِي الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ قَارِئًا، يَقْرَأُ، فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: كَذٰلِكَ الْبِرُّ كَذٰلِكَ الْبِرُّ قَالَ: وَكَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ۔ (بیہقی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں ہوں، وہیں میں نے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی تو میں نے دریافت کیا کہ اللہ کا یہ کون بندہ ہے جو یہاں جنت میں قرآن پڑھ رہا ہے؟'' مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمانؓ ہیں۔اِس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' (ماں کی خدمت) ایسی ہی نیکی ہے، ایسی ہی نیکی ہے، ایسی ہی نیکی ہے''۔آپ ﷺ نے مزید فرمایا'' حارثہ بن نعمانؓ اپنی ماں کے ساتھ بہت ہی نیک سلوک کرنے والے تھے (یعنی اِس عمل نے اُن کو اُس مقام تک پہنچایا کہ جنت میں اُن کی قرأت سنی گئی)''۔

فِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ رِمْثَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اِنْتَهَيْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: اُمَّكَ وَاَبَاكَ، ثُمَّ اُخْتَكَ وَاَخَاكَ، ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ۔ (الحاکم)

''حضرت ابو رمثہؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ اُنہوں نے بیان کیا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پہنچا، تو آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تو اپنی ماں کے ساتھ اور اپنے باپ کے ساتھ اور اپنی بہن کے ساتھ اور اپنے بھائی کے ساتھ حسنِ سلوک کر، اِن کے بعد جو رشتہ دار زیادہ قریب ہوں اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کر''۔

آپ ﷺ نے مشرک ماں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا حکم دیا:

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ ﷺ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِ کَۃٌ فِیْ عَھْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ اَفَاَصِلُھَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْھَا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور قریش مکہ کے (حدیبیہ والے) معاہدے کے زمانہ میں میری ماں جو اپنے مشرکانہ مذہب پر قائم تھی (سفر کر کے مدینے میں) میرے پاس آئی تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری ماں میرے پاس آئی ہے اور وہ کچھ خدمت کی خواہش مند ہے، تو کیا میں اُس کی خدمت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں اُس کی خدمت کرو (اور اُس کے ساتھ وہ سلوک کرو جو بیٹی کو ماں کے ساتھ کرنا چاہیے)''۔

اِسی طرح آپ ﷺ نے ماں کی نافرمانی سے باز رہنے کی بڑی تاکید کے ساتھ تلقین فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوقَ الْاُمَّھَاتِ، وَمَنْعًا وَّھَاتِ، وَوَأدَ الْبَنَاتِ وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ۔ (بخاری ومسلم)

''بے شک اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے ماؤں کی نافرمانی کرنا، ضرورت کے موقع پر خرچ نہ کرنا اور بچیوں کو زندہ درگور کر دینا اور تمہارے لیے ناپسند کیا ہے فضول بحث وگفتگو، کثرتِ سوال اور مال کے ضائع کرنے کو''۔

خالہ کا تقدس

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلْخَالَۃُ بِمَنْزِلَۃِ الْاُمِّ۔ (ترمذی)

''خالہ ماں کی طرح ہے''۔

اَنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اِنِّی اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَھَلْ لِیْ تَوْبَۃٌ؟ قَالَ ھَلْ لَّکَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ: لاَ، قَالَ: ھَلْ لَّکَ مِنْ خَالَۃٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَبِرَّھَا۔ (ترمذی)

ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے ایک بہت بڑا گناہ کیا ہے، تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا ''تمہاری ماں زندہ ہے؟'' اُس نے عرض کیا کہ ماں تو نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تو کیا تمہاری کوئی خالہ ہے؟'' اُس نے عرض کیا کہ ہاں خالہ موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اُس کی خدمت اور اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرو (اللہ تعالیٰ اِس کی برکت سے تمہاری توبہ قبول فرمالے گا اور تمہیں معاف فرمادے گا)''۔

بیٹی کے لیے شفقت

بیٹیاں اللہ کی رحمت ہیں کیوں کہ وہ جہنم سے بچاؤ اور حصولِ جنت کا ذریعہ ہیں۔ آپ ﷺ کے مبارک ارشاداتِ ہیں:

مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ، فَصَبَرَ عَلَيْهِنَّ وَاَطْعَمَهُنَّ وَسَقَاهُنَّ وَكَسَاهُنَّ مِنْ جِدَتِهِ كُنَّ لَهُ حِجَاباً مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ابن ماجہ)

''جس کی تین بیٹیاں ہوں پھر وہ اُن پر صبر کرے اور اُن کو اپنی حیثیت کے مطابق کھلائے، پلائے اور لباس پہنائے تو وہ روزِ قیامت اُس کے لیے جہنم سے بچنے کا ذریعہ بن جائیں گی''۔

مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ فَاَنْفَقَ عَلَيْهِنَّ وَرَحِمَهُنَّ وَاَحْسَنَ اَدَبَهُنَّ اَدْخِلَهُ اللهُ الْجَنَّةَ، قِيْلَ اَوِ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ اَوِ اثْنَتَيْنِ۔ (کنز العمال)

'جس کی تین بیٹیاں ہوں پھر وہ اُن کے اخراجات برداشت کرے، اُن کے ساتھ رحم اور شفقت کا برتاؤ کرے اور اُن کو اچھا ادب سکھائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا''۔ پوچھا گیا کہ اگر کسی کی دو بیٹیاں ہوں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر دو بھی ہوں (تب بھی یہی اجر ملے گا)''۔

مَنْ كُنَّ لَهُ ثَلَاثُ بَنَاتٍ يُؤْوِيْهِنَّ وَيَرْحَمُهُنَّ وَيَكْفِلُهُنَّ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَاِنْ كَانَتْ اثْنَتَيْنِ قَالَ وَاِنْ كَانَتِ اثْنَتَيْنِ قَالَ فَرَاى بَعْضَ الْقَوْمِ اَنَّ لَوْ قَالُوْا لَهُ وَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً۔ (مسند احمد)

''جس کی تین بیٹیاں ہوں، وہ اُنہیں اچھی طرح سے رکھے، اُن کے ساتھ رحم اور شفقت کا

برتاؤ کرے اور اُن کی پرورش کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت واجب فرما دیں گے"۔ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر دو لڑکیاں ہوں جن کی پرورش کی ہو تو اِس بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "اُس کے لیے بھی یہی فضیلت ہے"۔ راوی کہتے ہیں اگر ایک لڑکی کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ ﷺ اُس کے لیے بھی یہی فضیلت بیان فرماتے۔

آپ ﷺ نے دو بیٹیوں کے حوالے سے بھی بشارتیں عطا فرمائیں:

مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا، جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَنَا وَ ھُوَ وَ ضَمَّ اَصَابِعَہٗ۔ (مسلم)

"جس شخص نے دو بچیوں کی پرورش و تربیت کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں، روزِ قیامت وہ اِس حال میں آئے گا کہ میں اور وہ اِس طرح (ساتھ ساتھ) ہوں گے" اور آپ ﷺ نے اپنی (درمیانی اور شہادت والی) انگلیاں ملا دیں۔

مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ دَخَلْتُ اَنَا وَ ھُوَ الْجَنَّۃَ کَھَاتَیْنِ وَ اَشَارَ بِاِصْبَعَیْہِ۔ (ترمذی)

"جس نے پرورش کی دو بیٹیوں کی، میں اور وہ اِس طرح جنت میں داخل ہوں گے" اور آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا اپنی دو انگلیوں (شہادت اور درمیان والی) سے۔

عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَاَۃٌ مَعَھَا ابْنَتَانِ لَھَا فَسَاَلَتْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَ تَمْرَۃٍ فَاَعْطَیْتُھَا اِیَّاھَا فَقَسَمَتْھَا بَیْنَ ابْنَتَیْھَا وَ لَمْ تَاْکُلْ مِنْھَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَ دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ فَاَخْبَرْتُہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنِ ابْتُلِیَ بِشَیْءٍ مِّنْ ھٰذِہِ الْبَنَاتِ کُنَّ لَہٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور اُس کے ساتھ اُس کی دو بیٹیاں تھیں۔ میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ اور نہ تھا۔ میں نے وہی اُسے دے دی۔ اُس نے اُسے تقسیم کر کے اپنی دونوں بچیوں کو دیا اور خود کچھ نہ کھایا۔ پھر وہ اُٹھ کر چلی گئی۔ جب نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس آئے تو میں نے اُنہیں اِس واقعہ سے آگاہ کیا۔ اِس پر آپ ﷺ نے فرمایا "جس پر اللہ تعالیٰ اِن بچیوں کی آزمائش ڈالتا ہے اور پھر وہ اُن سے حسنِ سلوک کرتا ہے تو وہ اُس کے لیے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ بن جائیں گی"۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: جَاءَتْنِي مِسْكِيْنَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَيْنِ لَهَا، فَاَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ فَاَعْطَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا تَمْرَةً، وَرَفَعَتْ اِلٰى فِيْهَا تَمْرَةً لِتَاْكُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِيْ كَانَتْ تُرِيْدُ اَنْ تَاْكُلَهَا بَيْنَهُمَا فَاَعْجَبَنِيْ شَاْنُهَا، فَذَكَرْتُ الَّذِيْ صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّ اللهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ اَوْ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ۔ (مسلم)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت اپنی دو بیٹیاں اٹھائے ہوئے آئی، میں نے اُسے کھانے کے لیے تین کھجوریں دیں، پس اُس نے دو کھجوریں تو اپنی دو بیٹیوں کو دے دیں اور ایک کھجور کھانے کے لیے اپنے منہ کی طرف بڑھا رہی تھی کہ وہ بھی اُس سے اُس کی بیٹیوں نے مانگ لی۔ چنانچہ اُس نے وہ کھجور بھی، جسے وہ خود کھانا چاہتی تھی، اُس کے دو حصے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دی۔ مجھے اُس کی یہ بات بڑی اچھی لگی۔ میں نے اِس واقعہ کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اُس کے اِس عمل کی وجہ سے اُس کے لیے جنت واجب فرما دی ہے (یا یہ فرمایا) کہ اُسے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیٹی کی پرورش پر بھی خوش خبری دی:

مَنْ وُلِدَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَلَمْ يُؤْذِهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِيْ اَلذَّكَرَ اَدْخَلَهُ اللهُ بِهَا الْجَنَّةَ۔ (مسند احمد)

''جس شخص کے ہاں بیٹی پیدا ہوا اور پھر وہ نہ تو اُسے کوئی ایذاء پہنچائے اور نہ اُس کی توہین و ناقدری کرے، نہ لڑکوں کو اُس پر ترجیح دے تو اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے اور بیٹی کے درمیان مساوات قائم رکھنے کی تلقین فرمائی:

سَوُّوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلاً اَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ (الطبرانی)

''تحائف دینے میں اپنی سب اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا معاملہ کرو۔ اگر میں اِس معاملہ میں کسی کو ترجیح دیتا تو عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو ترجیح دیتا (یعنی مساوات اور برابری ضروری نہ ہوتی تو میں حکم دیتا کہ لڑکیوں کو لڑکوں سے زیادہ دیا جائے)''۔

اس حدیث کی روشنی میں فقہاء کی رائے ہے کہ اگر کوئی شخص زندگی ہی میں اپنا ترکہ اولاد میں تقسیم کرنا چاہے تو اُسے بیٹے اور بیٹی کو مساوی حصہ دینا چاہیے۔

بہن کے ساتھ حسنِ سلوک

بیٹیوں کی طرح بہنوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی ہدایت، کئی احادیثِ مبارکہ میں بیان کی گئی:

مَنْ عَالَ ثَلاَثَ بَنَاتٍ اَوْ ثَلاَثَ اَخَوَاتٍ اَوِ ابْنَتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَدَّبَهُنَّ وَ زَوَّجَهُنَّ وَ اَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (ابوداوَد، ترمذی)

''جس بندے نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کا بار اٹھایا اور اُن کی اچھی تربیت کی اور اُن کا نکاح کر دیا اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو اُس کے لیے جنت ہے''۔

مَنْ كَانَتْ لَهُ ثَلاَثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلاَثُ اَخَوَاتٍ اَوِ ابْنَتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَ اتَّقَى اللّٰهَ فِيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (ترمذی)

''جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں تھیں اور اُس نے اچھی طرح اُن کی پرورش کی، پھر اِس دوران اللہ سے ڈرتا رہا اُس کے لیے جنت ہے''۔

مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ اَوْ ثَلاَثَ بَنَاتٍ اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ ثَلاَثَ اَخَوَاتٍ حَتّٰى يَمُتْنَ اَوْ يَمُوْتَ عَنْهُنَّ كُنْتُ اَنَا وَ هُوَ كَهَاتَيْنِ وَ اَشَارَ بِاَصْبَعَيْهِ السَّبَابَةِ وَ الْوُسْطٰى۔ (مسندِ احمد)

''جس بندے نے دو بیٹیوں یا تین بیٹیوں یا دو بہنوں یا تین بہنوں کا بار اٹھایا یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں یا وہ خود فوت ہو گیا تو میں اور وہ اِن دو انگلیوں کی طرح (قریب) ہوں گے'' اور آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا اپنی دو انگلیوں (شہادت اور درمیان والی) سے۔

مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ خَالَتَيْنِ اَوْ عَمَّتَيْنِ اَوْ جَدَّتَيْنِ فَهُوَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ، فَاِنْ كُنَّ ثَلاَثًا فَهُوَ مُفْرِحٌ۔ (کنز العمال)

''جس بندے نے دو بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو خالاؤں یا دو پھوپھیوں یا ماں اور دادی کا بار اٹھایا تو اِس طرح میرے ساتھ جنت میں ہوگا (آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا اپنی شہادت اور درمیان والی انگلی سے)، پھر اگر یہ خواتین تین ہوں تو وہ تو بڑا ہی خوش قسمت ہے''۔

بیوی کی حیثیت سے حقوق

نبی اکرم ﷺ نے نیک بیوی کو دنیا کی سب سے مفید نعمت قرار دیا:

اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِھَا الْمَرْاَۃُ الصَّالِحَۃُ۔ (مسلم)

''پوری دنیا نفع حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کی چیزوں میں سے سب سے بہتر چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے نیک بیوی ہے''۔

آپ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں کسی انسان کے بہتر ہونے کا معیار اُس کا اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک ہے۔ ترمذی شریف کی روایات ہیں:

خَیْرُ کُمْ خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِیْ۔

''(لوگو! جان لو کہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو اور تم میں اپنے گھر والوں سے سب سے بہتر حسنِ سلوک کرنے والا میں خود ہوں''۔

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُ کُمْ خِیَارُ کُمْ لِنِسَائِھِمْ۔

''کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے اور تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے بہتر ہے''۔

اِس حدیث کی رُو سے جو شخص جتنا زیادہ خوش اخلاق ہوگا وہ اتنا ہی کامل ایمان والا ہوگا۔ دوسرے الفاظ میں کامل ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دوسروں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا معاملہ کرے اور حسنِ اخلاق کی اولیں حق دار انسان کی بیوی ہے۔ ایک اور ارشادِ نبوی ہے:

لَا یَفْرَکْ مُؤْمِنٌ مُّؤْمِنَۃً اِنْ کَرِہَ مِنْھَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْھَا اٰخَرَ۔ (مسلم)

''کوئی مومن کسی مومن عورت (یعنی اپنی بیوی) سے نفرت نہ رکھے، اگر اُس کی کوئی عادت یا صفت اُسے ناپسند ہے تو کوئی دوسری اُسے پسند بھی ہوگی''۔

آپ ﷺ نے بیویوں کے حقوق کا ذکر اِس طرح بیان فرمایا:

وَعَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ حَیْدَۃَ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَا حَقُّ زَوْجَۃِ اَحَدِنَا عَلَیْہِ؟ قَالَ: اَنْ تُطْعِمَھَا اِذَا طَعِمْتَ، وَتَکْسُوَھَا اِذَا اکْتَسَیْتَ اَوِ اکْتَسَبْتَ وَلَا

تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ۔ (ابوداؤد)

حضرت معاویہ بن حیدۃ؄ روایت کرتے ہیں اپنے والد سے کہ اُنہوں نے دریافت کیا اللہ کے رسول ﷺ سے کہ ہم میں سے کسی کی بیوی کا اُس پر کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم کھاؤ اُس کو بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اُس کو بھی پہناؤ اور یہ کہ چہرے پر نہ مارو اور برا بھلا مت کہو اور اُس کو مت چھوڑو مگر گھر ہی میں''۔

اِنَّکَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْهَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فَمِ امْرَاَتِکَ۔ (بخاری، مسلم)

''تم جو کچھ بھی اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرو گے، اُس پر تمہیں ضرور اجر دیا جائے گا، حتیٰ کہ اُس (لقمے) پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے''۔

اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ مَا فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ کَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَکْتَهٗ لَمْ یَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ (بخاری و مسلم)

''لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو (یعنی اللہ کی اِن بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو)۔ اِن کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے (جو قدرتی طور پر ٹیڑھی ہوتی ہے) اور زیادہ ٹیڑھ پسلی کے اوپر کے حصے میں ہوتا ہے۔ اگر تم اِس ٹیڑھی پسلی کو (زبردستی) سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر یوں ہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے تو پھر وہ ہمیشہ ویسی ہی رہے گی (اور ٹیڑھے پن کی صورت میں ہی اِس سے فائدہ اٹھاؤ)، اِس لیے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو''۔

اِس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ خود کو بیوی کے مزاج کے ساتھ ہم آہنگ کر کے اُن سے استفادہ کرو۔ جذبات کی فراوانی، حسیات کی نزاکت اور انتہا پسندی کی جانب میل وانعطاف عورت کی فطرت میں ہے۔ اِسی فطرت پر اللہ نے اُس کو پیدا کیا ہے اور یہ اُس کے لیے عیب نہیں، اُس کا حسن ہے۔ تم اس سے جو کچھ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہو اِسی فطرت پر قائم رکھ کر ہی اٹھا سکتے ہو۔ اگر اُس کو مردوں کی طرح سیدھا اور سخت بنانے کی کوشش کرو گے تو اُسے توڑ دو گے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں بیویوں کے حقوق کے حوالے سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فَاتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ فَاِنَّکُم اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانَۃِ اللّٰہِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ، وَاِنَّ لَکُم عَلَیْھِنَّ اَنْ لَّا یُوْطِئْنَ فُرُشَکُم اَحَدًا تَکْرَھُوْنَہٗ، فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِکَ فَاضْرِبُوْھُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَھُنَّ عَلَیْکُم رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (مسلم)

''لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے اُن کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اُسی اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لیے حلال ہوئی ہیں۔ تمہارا اُن پر یہ حق ہے کہ جس کا (گھر میں آنا اور) تمہارے بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اُس کو آکر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں، پس اگر ایسی غلطی کریں تو اُن کو (تنبیہ و تادیب کے طور پر) تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقے سے اُن کے کھانے اور لباس کا بندوبست کرنا ہے''۔

اگر بیوی کی طرف سے نافرمانی یا ناروا طرزِ عمل کی شکایت ہو تو ایسی صورتِ حال میں رہنمائی آپ ﷺ کے اِس ارشاد سے لی جاسکتی ہے:

اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا، فَاِنَّمَا ھُنَّ عَوَانٌ عِنْدَکُمْ، لَیْسَ تَمْلِکُوْنَ مِنْھُنَّ شَیْئًا غَیْرَ ذٰلِکَ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ، فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا۔ اَلَا وَاِنَّ لَکُمْ عَلٰی نِسَآئِکُمْ حَقًّا، وَلِنِسَآئِکُمْ عَلَیْکُمْ حَقًّا، فَاَمَّا حَقُّکُمْ عَلٰی نِسَآئِکُمْ فَلَا یُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ مَنْ تَکْرَھُوْنَ، وَلَا یَاْذَنَّ فِیْ بُیُوْتِکُمْ لِمَنْ تَکْرَھُوْنَ۔ اَلَا وَاِنَّ حَقَّھُنَّ عَلَیْکُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَیْھِنَّ فِیْ کِسْوَتِھِنَّ وَطَعَامِھِنَّ (ترمذی)

''سنو! بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو اس لیے کہ وہ تمہارے پاس قید ہیں اور تم اُن پر اِس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں رکھتے کہ وہ تمہاری خواہش پوری کریں۔ (جب وہ اپنا یہ فرض ادا کر رہی ہوں تو پھر اُن کے ساتھ بدسلوکی کا جواز کیا ہے؟) ہاں اگر وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو پھر تمہیں اُنہیں سزا دینے کا حق ہے)۔ پس اگر وہ ایسا کریں تو اُنہیں بستروں سے علیحدہ کر دو اور اُنہیں مارو لیکن اذیت نہ دو۔ پھر اگر وہ تمہاری بات ماننے لگیں تو

اُنہیں تکلیف پہنچانے کے راستے تلاش نہ کرو۔ یاد رکھو جس طرح تمہارا حق تمہاری بیویوں پر ہے (اِسی طرح) تمہاری بیویوں کا حق تم پر ہے۔ تمہارا اُن پر حق یہ ہے وہ تمہارے بستر پر اُن لوگوں کو نہ بٹھائیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے اور نہ ہی ایسے لوگوں کو گھر میں داخل ہونے دیں اور اُن کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اُنہیں بہترین کھانا کھلاؤ اور بہترین کپڑا پہننے کے لیے دو"۔ (اقتباس از خطبۂ حجۃ الوداع)

اِس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے خواتین کا وصف بیان فرمایا کہ وہ تمہارے پاس تمہارے گھروں میں مقید رہتی ہیں۔ اگر مرد صرف اِس وصف پر غور کریں تو اُنہیں کبھی اُن کے ساتھ بدسلوکی کا خیال بھی نہ آئے۔ اِس حدیث میں بیوی کو اصلاح کی خاطر مارنے کی اجازت دی گئی لیکن اِس حوالے سے بھی کسی زیادتی کی اجازت نہیں۔ بخاری اور مسلم کی روایت ہے:

يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهِ۔

"تم میں سے ایک آدمی اٹھتا ہے اور اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارتا ہے۔ (اُس کو یہ پتا نہیں ہوتا کہ) شاید اپنے دن کے آخر میں (یعنی رات کو) اُس کے ساتھ تعلق قائم کرے"۔

مراد یہ ہے کہ یہ بری بات ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو اِس طرح مارتا ہے جیسے آقا اپنے غلام کو مارتا ہے اور دوسری طرف اُسی سے اپنی خواہش پوری کرتا ہے۔ یہ کتنی بداخلاقی کی بات ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ساری عمر کبھی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا چاہے کتنی ناگواری کیوں نہ ہوئی ہو اور فرمایا اچھے لوگوں کا کام نہیں کہ وہ بیویوں کے ساتھ مار پیٹ کریں:

لَقَدْ طَافَ اللَّيْلَةَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ سَبْعُوْنَ امْرَاَةً۔ كُلُّ امْرَاَةٍ تَشْتَكِيْ زَوْجَهَا۔ فَلَا تَجِدُوْنَ اُولٰٓئِكَ خِيَارَكُمْ۔ (ابنِ ماجہ)

"آج محمد ﷺ کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے، ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی تم میں سے شکایت آئی ہے وہ تم میں اچھے لوگ نہیں ہیں"۔

آپ ﷺ نے ایک سے زیادہ بیویاں ہونے کی صورت میں اُن کے مابین عدل کی تاکید

کی اور ایسا نہ کرنے والوں کے بارے میں وعید ارشاد فرمائی:

إِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ امْرَأَتَانِ، فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا، جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ سَاقِطٌ۔ (ترمذی)

''جب کسی آدمی کی دو بیویاں ہوں اور وہ اُن کے ساتھ عدل و مساوات کا برتاؤ نہ کرے تو قیامت کے دن وہ اِس حالت میں آئے گا کہ اُس کے بدن کا آدھا حصہ مفلوج ہوگا''۔

بیویوں کے درمیان آپ ﷺ کے اپنے عدل کی کیفیت یہ تھی:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهِ فَيَعْدِلُ وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ قِسْمَتِي فِيمَا أَمْلِكُ، فَلَا تَلُمْنِي فِيمَا تَمْلِكُ وَلَا أَمْلِكُ۔ (ترمذی)

بے شک نبی ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان راتیں برابر برابر تقسیم کرتے اور فرماتے ''اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جتنی کہ میں استطاعت رکھتا ہوں، پس مجھے ایسی چیز پر ملامت نہ کیجیے جس پر آپ قدرت رکھتے ہیں اور میں قدرت نہیں رکھتا''۔

مہر ادا کرنے تاکید

مہر بیوی کا حق ہے اور آپ ﷺ نے اِس حق میں خیانت سے منع فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔ (بخاری، مسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا شغار سے اور شغار اِس کو کہتے ہیں کہ نکاح کر دے کوئی شخص اپنی لڑکی کا دوسرے سے اِس شرط پر کہ وہ نکاح کر دے اپنی لڑکی کا اِس کے ساتھ اور وہ دونوں، لڑکیوں کا مہر کچھ بھی مقرر نہ کریں''۔

أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً عَلٰى مَا قَلَّ مِنَ الْمَهْرِ أَوْ كَثُرَ لَيْسَ فِي نَفْسِهِ أَنْ يُؤَدِّيَ إِلَيْهَا حَقَّهَا خَدَعَهَا فَمَاتَ وَلَمْ يُؤَدِّ إِلَيْهَا حَقَّهَا لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ زَانٍ۔ (طبرانی)

''جس شخص نے کسی عورت سے کم یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اُس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہے، اُس نے اُس عورت کو دھوکا دیا۔ پھر اگر وہ فوت ہوگیا اور اُس نے اُس

عورت کو اُس کا حق نہیں دیا تو قیامت میں اللہ کے حضور ایسے آئے گا کہ وہ زنا کار ہوگا''۔

اگر کسی شخص کو وفات کی وجہ سے اپنی بیوی کا مہر مقرر کرنے کی مہلت نہ مل سکے تو اِس صورت میں بیوہ کو مہرِ مثل (یعنی وہ مہر جو اُس کی قریب ترین عزیزہ کا ہو) دیا جائے گا:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا صَدَاقاً، وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ۔ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ: لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَآئِهَا۔ لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ۔ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ۔ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانِ ‌ن الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ: قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ بَرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ، اِمْرَاَةٍ مِنَّا، مِثْلَ الَّذِيْ قَضَيْتَ۔ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ۔ (ترمذی)

حضرت ابنِ مسعودؓ سے اُس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو نکاح کرنے کے بعد مہر مقرر کرنے اور صحبت کرنے سے پہلے فوت ہو جائے۔ ابنِ مسعودؓ نے فرمایا: ایسی عورت کا مہر اُس کی مثل خواتین کے برابر ہوگا، نہ اُس میں کمی کی جائے گی اور نہ ہی زیادتی۔ وہ عورت عدت گزارے گی اور اُسے خاوند کے مال سے وراثت ملے گی۔ اِس پر معقل بن سنان اشجعیؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشقؓ، ہم میں سے ایک خاتون، کے متعلق ایسا ہی فیصلہ دیا جیسا کہ آپؓ نے دیا۔ اِس پر حضرت ابنِ مسعودؓ بہت خوش ہوئے۔

مہر کی مقدار کے حوالے سے بھی کوئی حد، شریعت نے مقرر نہیں کی۔ اپنی مالی حیثیت کے اعتبار سے شوہر جتنا چاہے مہر طے کر سکتا ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُصْعَبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ عُمَرُ: لَا تَزِيْدُوْا فِيْ مُهُوْرِ النِّسَآءِ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ اُوْقِيَةً، فَمَنْ زَادَ اَلْقَيْتُ الزِّيَادَةَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ، فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مَا ذَاكَ لَكَ قَالَ وَلِمَ قَالَتْ لِاَنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ امْرَاَةٌ اَصَابَتْ وَرَجُلٌ اَخْطَاَ۔ (کنز العمال)

حضرت عبداللہ بن مصعبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے (اپنے دورِ خلافت میں ایک خطبہ کے دوران) حکم دیا کہ ''خواتین کو چالیس اوقیہ سے زیادہ مہر مت دو۔ جس نے زیادہ مہر دیا تو میں اضافی مال کو بیت المال میں داخل کر دوں گا''۔ اِس پر ایک خاتون نے

پوچھا آپؓ کو کیا ہو گیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا "کیوں؟" اُس نے کہا اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ "اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لانے کا ارادہ کر ہی لو تو خواہ تم نے اُسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اُس میں سے کچھ واپس نہ لینا" (النساء آیت 20)۔ اِس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا "ایک عورت نے صحیح رائے دی اور مرد نے خطا کی"۔

خاندان کی حفاظت

نبی اکرم ﷺ نے آگاہ فرمایا کہ خاندان کو اجاڑنا ابلیس کا سب سے پسندیدہ فعل ہے:

اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَآءِ، ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ فَاَدْنَاھُمْ مِنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً، یَجِیْئُ اَحَدُھُمْ، فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا، فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ ثُمَّ یَجِیْئُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ امْرَاَتِہٖ، قَالَ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ، وَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ! (مسلم)

"بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر بچھاتا ہے، پھر اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ اُن میں سے ابلیس کے نزدیک سب سے زیادہ منزلت و مرتبہ کے اعتبار سے وہ قریب ہوتا ہے جس نے سب سے بڑا فتنہ برپا کیا ہوتا ہے۔ اُن میں سے ہر ایک آ کر اپنی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا، ابلیس رپورٹ سن کر تبصرہ کرتا ہے کہ تو نے کچھ نہیں کیا۔ پھر ایک اور آتا ہے اور اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے جب تک میاں بیوی میں جدائی نہیں ڈال دی اُن کا پیچھا نہیں چھوڑا، اِسے ابلیس اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے تو خوب کام کر کے آیا ہے"۔

نبی اکرم ﷺ نے خاندان کے استحکام پر بہت زور دیا اور ہر ایسے عمل کی ممانعت فرمائی جس سے میاں بیوی کے درمیان محبت کا رشتہ کمزور ہو:

لَا تُبَاشِرُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ فَتَنْعَتَھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ اِلَیْھَا۔ (بخاری، مسلم)

"کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ ہم مجلس ہونے کے بعد اپنے شوہر کے سامنے اُس عورت کا پورا حال (ناک نقشہ اور حسن و جمال وغیرہ کا) اِس طرح بیان نہ کرے کہ گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے"۔

اِس حدیثِ مبارکہ میں بیان کردہ نصیحت کی حکمت یہ ہے کہ اگر ایک شخص کی توجہ کسی اور

خاتون کی طرف ہوگی تو وہ لازماً اپنی بیوی کی طرف سے اعراض کرنے لگے گا۔
نبی اکرم ﷺ نے تلقین فرمائی کہ کوئی خاتون اپنی سوکن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے:
لَاتَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلِتَنْكِحَ فِاِنَّ لَهَا مَاقُدِّرَلَهَا۔
(بخاری، مسلم)

”کوئی عورت اپنی بہن کو طلاق دینے کا سوال نہ کرے تاکہ اُس کے پیالہ کو خالی کردے اور چاہیے کہ اپنا نکاح (کسی دوسرے مسلمان مردسے) کرلے کیوں کہ جو اُس کی تقدیر میں ہے وہ ضرور اُس کو ملے گا“۔

طلاق کے ذریعہ خاندان کا شیرازہ بکھر جاتا ہے لہٰذا آپ ﷺ نے فرمایا:
اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللهِ الطَّلَاقُ۔ (ابوداؤد)

”حلال اور جائز چیزوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند طلاق ہے“۔
مَاخَلَقَ اللهُ شَيْئًا اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعِتَاقِ، وَلَاخَلَقَ اللهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ۔ (سنن دارقطنی)

”اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی ایسا عمل جاری نہیں کیا جو غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کرنے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہو اور اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی ایسا عمل نہیں رکھا جو طلاق دینے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہو“۔

دورِ جاہلیت میں طلاقوں کی تعداد یا طلاق دینے کے حوالے سے کوئی طریقۂ کار یا ضابطہ نہ تھا۔ شریعتِ اسلامی میں اِس حوالے سے باقاعدہ رہنمائی عطا کی گئی:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّاسُ، وَالرَّجُلُ يُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ مَاشَاءَ اَنْ يُطَلِّقَهَا وَهِيَ امْرَاَتُهُ اِذَا ارْتَجَعَهَا وَهِيَ فِي الْعِدَّةِ۔ وَاِنْ طَلَّقَهَا مِائَةَ مَرَّةٍ اَوْ اَكْثَرَ۔ حَتّٰى قَالَ رَجُلٌ لِامْرَاَتِهِ وَاللهِ لَا اُطَلِّقُكِ فَتَبِيْنُ مِنِّي، وَلَا اٰوِيْكِ اَبَدًا۔ قَالَتْ وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ اُطَلِّقُكِ۔ فَكُلَّمَا هَمَّتْ عِدَّتُكِ اَنْ تَنْقَضِيَ رَجَعْتُكِ۔ فَذَهَبَتِ الْمَرْاَةُ حَتّٰى دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَاَخْبَرَتْهَا۔ فَسَكَتَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا حَتّٰى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَاَخْبَرَتْهُ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى نَزَلَ الْقُرْاٰنُ: اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا

فَاسۡتَأنَفَ النَّاسُ الطَّلَاقَ مُسۡتَقۡبَلاً، مَنۡ كَانَ طَلَّقَ وَمَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ طَلَّقَ۔(ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص اپنی بیوی کو جتنی چاہتا طلاقیں دے دیتا اور پھر عدت کے دوران رجوع کر لیتا تو وہ اُس کی بیوی رہتی اگر چہ اُس نے سو یا اِس سے زیادہ طلاقیں ہی کیوں نہ دی ہوتیں ۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تمہیں کبھی طلاق نہ دوں گا تاکہ تو مجھ سے جدا نہ ہو جائے لیکن اِس کے باوجود تجھ سے کبھی نہیں ملوں گا ۔اس نے پوچھا وہ کیسے؟ اُس نے کہا وہ اِس طرح کہ میں تمہیں طلاق دے دوں گا اور پھر جب تمہاری عدت پوری ہونے والی ہو گی تو رجوع کر لوں گا۔(اِسی طرح پھر طلاق دوں گا اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لوں گا اور اِسی طرح ہمیشہ کرتا رہوں گا)۔ وہ عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور اُنہیں بتایا تو وہ خاموش رہیں ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اُنہیں یہ قصہ سنایا لیکن آپ ﷺ بھی خاموش رہے۔پھر یہ آیت نازل ہوئی ''اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ'' یعنی طلاق دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو قاعدے کے مطابق رکھ لو یا احسن طریقے سے چھوڑ دو)۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اِس کے بعد لوگوں نے طلاق کا حساب رکھنا شروع کر دیا جو دے چکے تھے اُنہوں نے بھی اور جنہوں نے نہیں دی تھی اُنہوں نے بھی۔

جو کوئی طلاق کے حوالے سے شریعت کے طے کردہ ضابطہ سے انحراف کرتا تو آپ ﷺ سخت ناراض ہوتے:

أُخۡبِرَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ عَنۡ رَجُلٍ طَلَّقَ امۡرَاَتَهٗ ثَلَاثَ تَطۡلِيۡقَاتٍ جَمِيۡعًا فَقَامَ غَضۡبَانًا ثُمَّ قَالَ اَيُلۡعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَنَا بَيۡنَ اَظۡهُرِكُمۡ؟(نسائی)

رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق اطلاع ملی کہ اُس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ سخت غصہ کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا ''کیا اللہ کی کتاب سے کھیلا جائے گا جبکہ ابھی میں تمہارے درمیان موجود ہوں؟''

بیوہ کے حقوق

نبی اکرم ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ ہیں:

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ، کَالْمُجَاھِدِ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ وَکَالْقَائِمِ لَایَفْتُرُ وَکَالصَّائِمِ لَایُفْطِرُ۔ (بخاری، مسلم)

''کسی بے چاری بے شوہر والی عورت یا کسی مسکین حاجت مند کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ (اللہ کے نزدیک اور اجروثواب میں) راہِ خدا میں جہاد کرنے والے بندہ کے مثل ہے اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ اُس قائم اللیل (یعنی شب بیدار) بندے کی طرح ہے جو (عبادت اور شب خیزی میں) سستی نہ کرتا ہو اور اُس صائم الدہر بندے کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی ناغہ نہ کرتا ہو''۔

عَنْ سُرَاقَۃَ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَۃِ؟ اِبْنَتُکَ مَرْدُوْدَۃً اِلَیْکَ لَیْسَ لَھَا کَاسِبٌ غَیْرُکَ۔ (ابنِ ماجہ)

حضرت سراقہ بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''تمہیں افضل ترین صدقہ نہ بتادوں؟'' پھر خود ہی جواب دیا کہ ''افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی اُس لڑکی پر خرچ کرو جو طلاق کی وجہ سے یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس (شوہر کے گھر سے) واپس آ گئی اور تمہارے علاوہ کوئی اُس کے لیے کمائی کرنے والا نہیں ہے''۔

کنیز کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب

کنیز کے ساتھ حسنِ سلوک کی ترغیب آپ ﷺ نے اِس طرح دی:

ثَلَاثَۃٌ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَرَّتَیْنِ اَلرَّجُلُ تَکُوْنُ لَہُ الْاَمَۃُ فَیُعَلِّمُھَا فَیُحْسِنُ تَعْلِیْمَھَا وَیُؤَدِّبُھَا فَیُحْسِنُ اَدَبَھَا ثُمَّ یُعْتِقُھَا فَیَتَزَوَّجُھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ وَمُؤْمِنُ اَھْلِ الْکِتَابِ الَّذِیْ کَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ اٰمَنَ بِالنَّبِیِّ ﷺ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَالْعَبْدُ الَّذِیْ یُؤَدِّیْ حَقَّ اللّٰہِ وَیَنْصَحُ لِسَیِّدِہٖ۔ (بخاری)

''تین اشخاص کو اُن کی نیکیوں کا اجر دگنا ملے گا۔ پہلا وہ شخص جس کی ملکیت میں کنیز ہو، وہ

اُسے تعلیم دے اور عمدہ تعلیم دے، اُسے ادب سکھائے اور عمدہ ادب سکھائے، پھر اُسے آزاد کر کے اُسی کے ساتھ نکاح کر لے تو اُس کے لیے دگنا اجر ہے، دوسرا اہلِ کتاب میں سے مومن شخص جو پہلے بھی مومن تھا اور پھر ایمان لائے نبی اکرم ﷺ پر تو اُس کے لیے دگنا اجر ہے اور تیسرا وہ غلام جو اللہ کا بھی حق ادا کرے اور اپنے آقا کا بھی''۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ فِی الَّذِیْ یُعْتِقُ جَارِیَتَہٗ ثُمَّ یَتَزَوَّجُھَا لَہٗ اَجْرَانِ۔ (مسلم)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے آزاد کیا اپنی کنیز کو پھر اُس سے نکاح کر لیا، اُس کے لیے دو اجر ہیں (یعنی ایک تو کنیز آزاد کرنے کا اور دوسرا اُس سے نکاح کر لینے کا)''۔

حرفِ آخر:

موجودہ دور میں بہیمیت کا ایک سیلاب آ رہا ہے۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے پردے میں خواتین کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے۔ اُنہیں میراتھن ریس کے دوران سڑکوں پر دوڑنے کی ترغیب دی جا رہی ہے، میڈیا اور دیگر تشہیری ذرائع سے بے حیائی کے نت نئے انداز سکھائے جا رہے ہیں، مخلوط محافل میں مردوں کے ساتھ ناچنے کے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں، گھروں سے بھاگ کر پسند کی شادیاں کرنے والیوں کی حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور اسمبلیوں میں 33 فیصد نشستیں مخصوص کر کے خواتین کو گھروں کی چار دیواری سے باہر نکالا جا رہا ہے۔ اِن مذموم حرکات کی مخالفت کرنے والوں کو انتہا پسند اور ترقی کا دشمن قرار دیا جا رہا ہے۔ ایسے میں ہر مسلمان بھائی اور بہن کا فرض ہے کہ اِس بات کو پورے زور و شور سے واضح کرے کہ دنیا میں عادلانہ حقوق اور آخرت میں فوز و فلاح کا حصول صرف اور صرف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل میں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے عمل کی توفیق عطا فرمائے جسے وہ پسند فرماتا ہے اور جس سے وہ راضی ہو جاتا ہے۔ آمین!